اہل سنت وجماعت کا ترجمان
ماہنامہ
پیغام شریعت
دہلی
September 2018
خصوصی شمارہ
بیادِ وارث علوم اعلیٰ حضرت
تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان
حضور تاج الشریعہ کا سفر طلب علم
حضور تاج الشریعہ سواد اعظم کے قائد اعظم
حضور تاج الشریعہ داعی عرب وعجم
تاج الشریعہ کی رحلت ایک عہد زریں کا خاتمہ
وصال سے تدفین تک کے احوال پر مفتی شمشاد احمد مصباحی کی مفصل تحریر
تاج الشریعہ کی وفات حسرت آیات پر
علمائے اسلام اور اکابر ملت کے تاثرات اور تعزیتی پیغامات
Rs. 15

ذی الحجہ ومحرم الحرام ۱۴۳۹ھ/ ۱۴۴۰ھ — جلد=۴ — شمارہ=۳۵ — SEPTEMBER 2018

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ

مولانا فیضان المصطفیٰ قادری

مدیر	: طارق انور مصباحی
معاون مدیر	: ازہار احمد امجدی ازہری
آفس انچارج	: حافظ محمد کمیل امجدی 8090753792
پبلیشر	: محمد قاسم مصباحی قادری

مجلس مشاورت

ایک شمارہ کی قیمت 15 روپے، سالانہ زر تعاون 150 روپے، بیرون ممالک کے لئے 40 ڈالر، خلیجی

طابع، ناشر، مالک محمد قاسم نے اعلیٰ پرنٹنگ پریس 3636 کٹرا دینا بیگ، لال کنواں، دہلی-6 سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "پیغام شریعت" 442، سیکنڈ فلور، گلی سروتے والی، مٹیا محل جامع مسجد، دہلی-6 سے شائع کیا۔

ترسیل وزر کا پتہ

PAIGHAM E SHARIAT
Monthly
House No. 442, 2nd Floor, Gali Sarotey Wali,
Matia Mahal Jama Masjid Delhi-110006
Mob: 9911062519, 011-23260749
Email: paighameshariat@gmail.com
Indian Bank, A/c. Name: Paighameshariat
A/c. No. 6409744750, IFSC Code IDIB000J033

ماہنامہ پیغام شریعت دہلی
مکہ پبلیشر دہلی
گلی سروتے والی مکان نمبر ۴۴۲، دوسری منزل، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی۔۶
آفس کا فون نمبر: Ph: 011-23260749, Mob: 9911062519

فہرست مضامین

☆☆☆

اداریہ

تاج الشریعہ کی رحلت ایک عہد کا خاتمہ

تحریر: فیضان المصطفیٰ قادری

حضور تاج الشریعہ رخصت ہوئے اور ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا، بریلی کے افق سے نمودار ہونے والا عزیمت واستقامت کا سورج اپنی تابانی سے ایک عالم کو روشن کرکے بریلی کے ہی افق میں ہمیشہ کے لیے روپوش ہوگیا۔

حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری نے نومبر ۱۹۴۲ء میں اس ارض گیتی پر قدم رکھا، امام احمد رضا قدس سرہ کے آنگن میں پرورش پائی، جنھیں حضور حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم ہند دونوں بزرگوں کی طرف سے اعلیٰ حضرت سے نجیب الطرفین ہونے کی سعادت ملی، ماں کی گود پہلی درس گاہ اور مفتی اعظم ہند کی صحبت آخری درس گاہ بنی، اور اس درمیان درس نظامی کے لیے منظر اسلام، عصری علوم کے لیے بریلی کے کالج اور عربی علوم کے لیے جامع ازہر قاہرہ کی فضاؤں میں تربیت حاصل کی، راقم سے ایک مجلس میں خود فرمایا کہ ازہر میں میرا کوئی استاذ بدمذہب نہ تھا، یعنی مسلک ومذہب کے معیار پر زندگی گزارنے کا عزم تھا اور تائید ربانی نے قدم قدم پر دست گیری کی، علم وعمل کے دوآبے نے ایک وجود کو شریعت وطریقت کا سنگم بنادیا، پھر فیض رسانی کا سلسلہ شروع ہوا، مفتی اعظم ہند کی موجودگی میں امامت وخطابت، تدریس اور فتویٰ نویسی شروع کی، اور جب حضور مفتی اعظم ہند ۱۹۸۱ء میں دنیا کی نگاہوں سے روپوش ہوگئے تو اپنے خاندان کی علمی وعملی وراثت سنبھالی اور اپنے بزرگوں کی جانشینی کا حق ادا کردیا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان علم وعمل، زہد وتقویٰ اور استقامت فی الدین کے اعتبار سے دور حاضر میں بے مثل وبے مثال تھے، دنیا ان کے نام سے جاہ وجلال کا مفہوم اخذ کرتی تھی، اور ان کی اداؤں سے شرافت ونجابت کا تعارف حاصل کیا جاتا تھا، جو پندرہویں صدی ہجری میں دین کے معاملے میں عزیمت کی پہچان تھا، ان کی حیات وخدمات کے درجنوں پہلوؤں کو لوگوں نے پہچانا اور قدر کی، اور نہ جانے کتنے گوشوں سے لوگ نابلد رہے، بارگاہِ الٰہی اور دربارِ رسالت پناہی میں ان کی مقبولیت کو ان کی رحلت کے بعد سمجھنے کی کوشش کی جارہی ہے اور کی جاتی رہے گی۔

اُن کی تحریر دیارِ ہند میں مفتیٰ بہ قول کی حیثیت رکھتی تھی، جب کسی مسئلہ پر غور وفکر کے بعد ایک رائے قائم کرتے تو وہ اس قدر نپی تلی ہوتی کہ بحث وتحقیق کے بعد لگتا کہ اس سے سرِ مو انحراف کی گنجائش نہیں۔ مفتیان کرام اپنے اپنے خطے کے مرجع خلائق ہوتے ہیں لیکن تاج الشریعہ اکابر علما اور مفتیان کرام کے مرجع رہے۔ ۲۰۰۶ء میں مفتیانِ کرام کے ایک جم غفیر نے شرعی کونسل بریلی شریف کے ایک اجلاس میں متفقہ طور پر آپ کو قاضی القضاۃ فی الہند کی حیثیت سے قبول کیا، جس کے وہ بہت پہلے سے اہل تھے، کیوں کہ آپ کی ذات ایک زمانے سے خواص وعوام کی مرجعیت میں یکتائے روزگار تھی۔ فقیر جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں اُس وقت زیر تعلیم تھا جب مجلس شرعی کے فقہی سیمینار کا آغاز ہوا، حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فیصل کی حیثیت سے تشریف لائے، ہم نے دیکھا کہ کسی مسئلے پر مفتیان کرام طویل بحث وتمحیص کے بعد بھی کسی نتیجے تک نہ پہنچتے تو وہ مسئلہ فیصل بورڈ کے حوالے کردیا جاتا، جس میں تاج الشریعہ، محدث کبیر اور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی تھے، فیصل بورڈ کی مرکزی پوزیشن

حضرت تاج الشریعہ کی تھی جن کی منظوری کے بعد کوئی فیصلہ لیا جاتا، پھر جب ہمیں بریلی شریف کے فقہی سیمینار میں شرکت کا موقع ملا وہاں بھی ہم نے دیکھا کہ مفتیان کرام کی تحقیقات وابحاث کا خلاصہ حضرت کو سنایا جاتا، جب کسی مسئلے پر مشکلات درپیش ہوتیں تو حضرت کی رائے معلوم کی جاتی، بلکہ کچھ مسائل پر حضرت نے تفصیلی تحریر سے بھی نوازا۔

قبول عام کا یہ عالم کہ چند لمحوں کی صحبت کے لیے افاضل علما متمنی ہوتے، اور عامۃ الناس تو چہرۂ انور کے دیدار کے لیے ہجوم کرتے، زہے نصیب کہ اگر کسی کو دست بوسی کے لیے حضرت کا ہاتھ مل گیا، جب سے ہم نے ہوش سنبھالا حضرت کو ہجوم میں پایا، کبھی ہم نے نہ دیکھا کہ حضرت تنہا یا دو چار افراد کے ساتھ کہیں آتے جاتے ہوں، اس قدر مقبولیت کے باوجود تعلّی نیست' وتکبر ندارد۔ کسی زمانے میں ولولہ انگیز خطاب بھی کرتے تھے، مگر برسوں سے بیان سیدھا سادہ ''قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْداً'' کی تفسیر ہوتا، جو کہنا ہوتا صاف کہہ دیتے، نہ بھاری بھرکم الفاظ کا انتخاب' نہ گاڑھی تعبیرات کا تصنع' اور نہ آواز کی گھن گرج کی ضرورت، پھر بھی ان کی بزم میں حاضری کے لیے عوام تو عوام' فرزانے بھی دیوانے ہوئے جاتے، اور اس دوڑ میں کوئی کسی سے پیچھے نہ رہتا، خواہ وہ رضوی ہو یا اشرفی، قادری ہو یا چشتی۔ تصویر کشی اور ویڈیو گرافی سے سخت پرہیز کے باوجود پوری دنیا ان سے متعارف تھی، اور ایجنسیاں ہر سال ان کو دنیا کی مقبول ترین شخصیتوں کی فہرست میں رکھتی تھیں۔

فقیر پر بے پایاں نوازشات:

سنی عوام خصوصاً علمائے کرام پر حضرت تاج الشریعہ کرم کی بارش برساتے تھے، مجھ فقیر پر حضرت کی نوازشات کا شمار نہیں، دورِ طالب علمی میں حضرت سے بیعت کی سعادت حاصل ہو چکی تھی، شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے فقہی سیمینار میں مفتیان کرام کی موجودگی میں حضرت نے فقیر کو خلافت سے نوازا، ۲۰۰۸ء سے ۲۰۱۲ء تک چار سال جو ہمارا ہندوستان میں قیام رہا اس دوران حضرت مسلسل اپنی تحریریں اور بیانات فقیر کو بھجواتے اور تاثرات معلوم فرماتے۔ امریکی اسکالر نوح حامیم کیلر نے حسام الحرمین پر جو تنقید کی اس کا حضرت نے مفصل جواب انگلش میں تیار کر کے نیٹ پر ڈلوایا، اس کے اردو ورژن کی ترتیب کی ذمہ داری حضرت نے فقیر کو عنایت فرمائی، ہم نے ترتیب دے کر پیش کر دیا تو حضرت نے ہمارے ہی نام سے اسے شائع کروایا۔ بڑی فیروز بختی ہے کہ حضرت کے آخری حج میں ہم بھی شریکِ مناسک تھے۔ ۲۰۰۹ء میں جب ہم حج کے لیے مکہ مکرمہ پہنچ گئے تو منیٰ میں قیام کے دوران معلوم ہوا کہ حضرت جدہ آ چکے ہیں۔ اُسی دوران شدید طوفانی بارش ہوئی جس کے سبب جدہ میں ایک پل گر جانے سے بڑی تباہی آئی، حضرت کے رفقائے سفر نے مجھ سے رابطہ کر کے منیٰ کے حالات معلوم کیے، ہماری بات پر اعتماد کرتے ہوئے حضرت منیٰ آئے، ہم نے منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں حضرت کی صحبتیں اٹھائیں اور ہر جگہ دیکھا کہ چھوٹے سے چھوٹے شرعی مسئلے میں حضرت اہتمام سے عمل کرتے اور کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ خصوصاً حضرت کے ساتھ مزدلفہ کے وقوف کی بہت ساری یادیں ابھی تک صفحہ ذہن پر ثبت ہیں۔ منیٰ کے خیمے میں، جدہ کی قیام گاہ پر اور مدینہ شریف کے ہوٹل میں بھی صحبتیں رہیں۔

ایک بار عرس رضوی کے لیے ہم نے پالی راجستھان کا پروگرام لے لیا، دو دن پہلے بریلی شریف حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کے بعد حضرت سے اجازت خواہی کے لیے حاضری ہوئی، حضرت نے سنتے ہی فرمایا: ارے، یہ کیسے ہو گیا؟، اچھا، وعدہ کر لیا ہے تو جایئے، لیکن آئندہ خیال رکھیے کہ عرس کے دنوں میں بس بریلی شریف۔ اتنا سننے کے بعد فقیر کی ندامت کی انتہا نہ رہی، شرمندگی اور نصیبے کی ارجمندی کے ملے جلے احساسات لے کر روانہ ہوا' کہ حضرت کی عنایات کا یہ عالم! کہ عرس کے دنوں میں ہمارا کہیں اور جانا حضرت کو پسند نہیں۔ ایک بار اتفاق ہوا کہ شرعی کونسل کے فقہی سیمینار کا دعوت نامہ نہ آیا' تو جانے کا ارادہ نہ ہوا، حضرت کو معلوم ہوا کہ میری حاضری نہیں ہو رہی ہے تو حضرت نے فون کروایا، اور فون لے کر فقیر کو خود حکم فرمایا کہ آپ کو ضرور آنا ہے، راقم کو اپنی قسمت پر ناز آیا اور فوراً رخت سفر باندھ کر پہلی ٹرین سے بریلی شریف روانہ ہوا، اور جب تک

ہندوستان میں قیام رہا شرعی کونسل آف انڈیا کے ایک رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیتا رہا اوراس کی فقہی مجالس میں شرکت کی سعادت حاصل رہی۔ اب بیحد افسوس ہے کہ آخری پانچ چھ سال سے امریکہ میں تدریسی مشاغل نے ایسا مصروف کیا کہ ہندوستان آنے کا موقع نہ ملا، تاہم وفات سے ایک ہفتہ قبل بذریعہ فون حاضری ہوئی، ۱۲؍جولائی ۲۰۱۸ء کی صبح فون پر مولانا عاشق حسین صاحب کشمیری سے بات ہوئی، موصوف حضرت کی بارگاہ میں موجود تھے، انھوں نے فون قریب کر کے حضرت کو میرا سلام پیش کیا، کئی روز سے بات چیت بند ہو چکی تھی، فقیر کا نام سنتے ہی حضرت کے دہانِ مبارک سے کچھ آواز نکلی اور حضرت نے ہاتھ اٹھا دیے، بعد میں معلوم ہوا کہ آخری بار اشارے سے جس کا سلام وکلام حضرت نے قبول فرمایا ان میں یہ فقیر بھی شامل ہے۔

اس غریب الدیار کو جوں ہی حضرت کی رحلت کی خبر ملی قدموں تلے زمین کھسک گئی، چند ماہ قبل اپنے تین شاگردوں کو جو امریکہ کے شہری اور سادات گھرانے سے ہیں حضرت سے مرید کرایا، انھیں طلبہ کو شرح عقائد کا درس دے رہا تھا، اسی دوران بذریعہ فون یہ روح فرسا خبر ملی، عقل و دل ونگاہ اس خبر پر یقین کرنے کے لیے تیار نہیں تھے، مگر دو چار ذرائع سے تحقیق حال کرنے کے بعد یقین کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ حضور تاج الشریعہ کی رحلت ہوش وحواس پر بجلی بن کر گری، ایک عجیب سا احساس ابھرا، اور اِس بھری دنیا میں تنہائی محسوس ہونے لگی، ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آرہی تھی۔ لگ رہا تھا کہ اپنے وجود کی کشتی ناخدا سے محروم ہو کر بیچ منجدھار میں ہچکولے کھا رہی ہے۔ اب ہم کہاں سے وہ شخصیت لائیں جس کو پوری قوم کی آبرو سمجھیں، اور جنھیں شریعت کی بے لاگ پاس داری کی ضمانت سمجھیں، کون ہے جس کے چہرے کی ایک جھلک دیکھنے کو عامۃ الناس ہجوم کریں۔

تاج الشریعہ نے پوری دنیا کا سفر کیا، خصوصاً عالم عرب، افریقہ اور یورپ کے اتنے ممالک کو اپنے قدموں سے نوازا جن کا شمار ہمیں نہیں معلوم، البتہ ۱۹۹۹ء سے ۲۰۰۱ء کے درمیان آپ کا تین بار امریکہ کا سفر ہوا، یہاں بہت لوگ مرید اور حضرت کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوئے۔ یہاں کی مرکزی مسجد النور میں اس زمانے میں حضرت نے سورہ الم نشرح کی مختصر تفسیر بیان کی تھی جو ہمیں کیسٹ میں محفوظ ملی، ہم نے اسے حاصل کر کے ترتیب دیدیا ہے، جسے اب شائقین دیکھ سکیں گے۔ اُس وقت جب کہ ایک دورے میں حضور محدث کبیر بھی ساتھ میں تشریف رکھتے تھے اُن دونوں بزرگوں کے ذریعہ ایک بڑا یادگار کام یہ ہوا کہ شہر ہیوسٹن کے اوقات صلاۃ کو فن توقیت کے ذریعہ ترتیب دیا گیا، اس کے عینی شاہد بتاتے ہیں کہ دونوں بزرگ اور ساتھ میں یہاں کے علمائے کرام نے کئی گھنٹے اس پر کام کیا جس کے نتیجے میں پورے سال کا دائمی اوقات صلاۃ کیلنڈر تیار ہوا، ہیوسٹن والوں کے لیے وہ بڑے یادگار لمحات تھے۔

۲۰۱۴ء ۲۰۱۵ء میں فقیر نے کئی بار کوشش کی کہ حضرت کا امریکہ کا ویزا ہو جائے تا کہ ایک بار اور دورہ ہو جائے، مگر علالت کے سبب حضرت نے سفر میں کمی کر دی تھی، اور یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ فقیر نے ۲۰۱۵ء میں جب محدث کبیر مدظلہ العالی کے امریکہ کے دورے کا اہتمام کیا اس وقت حضرت تاج الشریعہ کی کمی بہت محسوس ہوئی، حضرت محدث کبیر مدظلہ کو دیکھ کر لوگوں کو پہلے سفر کی یادیں تازہ ہو گئیں۔

بہرکیف تاج الشریعہ کی موجودگی اعیان اہل سنت کے لیے سکون واطمنان کا باعث تھی، ان کے قافلے میں ہر میدان کے سپاہی ہوا کرتے اوران تمام کو تاج الشریعہ کا سایۂ عاطفت توانائی عطا کرتا تھا، میدانِ خطابت کے شہسوار یا فقہی مجالس کے مندوبین، تصنیف وتالیف کے ماہرین اوررزم گاہِ مناظرہ کے مجاہدین' سب کو آپ کی ذات سے علمی غذا اور روحانی بالیدگی ملتی تھی۔ اب وہ سب یتیمی کے کرب میں مبتلا ہیں، سچ ہے' زمانہ ان کو بھلا نہ پائے گا' جس نے تاریک راہوں میں شریعت کی روشنی بکھیری اوراس روشنی کو جیتے جی مدھم نہ ہونے دیا، سیکڑوں مسائل آئے، ہزاروں فتنے آئے، مگر اس ذات نے طوفان کی زد پر استقامت کے چراغ جلائے اور جلانے کا ہنر دیا۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے عہد میں ''اِک

طرف اعدائے دیں اور ایک طرف حاسدیں'' کا شکوہ کیا تھا، یہی صورتِ حال پوری توانائی کے ساتھ تاج الشریعہ کی حیات میں بھی جاری رہی، اپنے جد اعلیٰ کی طرح اس بندۂ خدا نے بھی جہادِ لوح وقلم جاری رکھا، اور شریعت کے تناور درخت کو عزیمت واستقامت کا پانی دیتے رہے۔

ان کا شرعی نقطۂ نظر بڑا واضح اور غیر متبدل ہوا کرتا تھا، اپنے فتوی پر سختی سے عامل تھے، زندگی کے اطوار ظاہر وباطن اور خلوت وجلوت میں یکساں تھے، شرق میں ہوں یا غرب میں، عرب میں ہوں یا عجم میں' ہر جگہ فتوے کی زبان ایک ہوتی تھی، اگر چہ یہ ان کی عزیمت وولایت کی دلیل ہے، مگر اسی وجہ سے ان کے ناقدین کی بھی کمی نہ تھی۔ ہر دور میں آزاد طبیعتیں چور دروازوں کی تلاش میں رہتی ہیں' کہ کسی طرح کام بن جائے اور دامن داغ دار بھی نہ ہو، پھر نوخیز مفتیانِ زمانہ کو ضرورت وحاجت کا سہارا لے کر ہر کام بنا دینے کا ہنر آنے لگا ہے۔ ایسے وقت میں متفق علیہ اور اجماعی مسائل کے تحفظ کا بار گراں اٹھا لینا خود ہی دورِ حاضر کا جہاد اکبر ہے۔ اس آزادی کے دور میں کس نے کس کا ہاتھ پکڑا ہے، آزاد فضاؤں میں سانس لینے والی قوم کے نوخیز فضلا نے آرٹسٹ خطبا وداعیان کے دامن کو فسق وفجور کے دھبوں سے بچانے کے لیے نئے نئے شگوفے چھوڑے: شاید اعلیٰ حضرت سے مسلے کی تحقیق میں غلطی ہوگئی ہے، شاید مفتی اعظم ہند مسئلے کی تہ تک نہیں پہنچ سکے ہوں، ہوسکتا ہے تاج الشریعہ کو عہد حاضر کے تقاضوں کی خبر نہ ہو' جیسے شوشے چھوڑے گئے، جس کی بنا پر تاج الشریعہ کو اپنے قول وعمل سے ان مسائل کی حفاظت پر مزید توجہ دینی پڑی، پھر تو فروعی مسائل میں تشدد کا الزام نقد وقت تھا، ان ناقدین میں کچھ متشددین بھی تھے، جن کے ترکش کے سارے تیروں کا رخ بس ایک ہی طرف تھا اور وہ تاج الشریعہ تھے، مگر تاج الشریعہ استقامت کا پہاڑ بن کر ثابت رہے۔ جب اچھے اچھے لوگ جدید تقاضوں کے دباؤ میں آگئے تاج الشریعہ نے شریعت کے تقاضوں کو دیکھا' اور دوسرے تقاضے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیے۔

آج جب تاج الشریعہ ہمارے درمیان نہیں ہمیں ان کی یاد ستاتی ہے، ان کے بعد کون ہوگا جو اسلامیانِ ہند کی روحانی، علمی اور دینی قیادت کرے گا اور ہندوستانی مسلمانوں کی قیادت کے ساتھ دیارِ عرب میں بھی ہماری عزت وناموس کا آشیانہ بنائے گا، جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں علمائے عرب بھی قلب وجگر کی تسکین محسوس کریں گے۔

تاج الشریعہ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں، لیکن وہ اسلامیانِ ہند کو بہت کچھ دے کر گئے ہیں، درجنوں تصانیف وحواشی، درجنوں عربی اردو تراجم، سیکڑوں فتاویٰ، ہزاروں وعظ وبیانات، اور لاکھوں مریدین ومتوسلین ان کی یادگار ہیں، جامعۃ الرضا کی فلک بوس عمارتیں، شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کی فقہی مجالس، مرکزی دار الافتا بریلی شریف ان کے فیوض وبرکات کا سرچشمہ بن کر امت مسلمہ کو علم ومعرفت کے باڑے بانٹتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تربت پر رحمت کی بارش برسائے۔ آمین

حضور تاج الشریعہ: حیات و خدمات
اور وصال سے تدفین تک کے تفصیلی حالات

از: مفتی شمشاد احمد مصباحی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ان نابغۂ روزگار شخصیتوں میں سے ایک تھے جنھیں اللہ رب العزت نے بے شمار محاسن و کمالات سے سرفراز فرمایا، خاندانی وجاہت و کرامت، پاکیزہ اخلاق و سیرت، بحث و تحقیق کی اعلیٰ بصیرت، زبردست علمی استحضار و فنی صلاحیت، فصاحت بیان اور بلاغت لسان پر حد درجہ قدرت، فقہ و افتا میں غیر معمولی مہارت و حذاقت جیسی صفات فاضلہ سے مزین و آراستہ فرمایا۔

آپ کا جود و نوال، فضل و کمال اور حسن و جمال کا ایک عالم معترف ہے، آپ کے پُرکشش چہرے کی ایک جھلک پانے کے لیے دنیا بے چین رہتی تھی، جس آبادی سے گزر جاتے تھے انسانوں کا ہجوم امنڈ پڑتا تھا، جس کانفرنس میں شریک ہو جاتے جملہ حاضرین کی توجہ کا مرکز بن جاتے۔ مسند تدریس پر بیٹھ کر حدیث کا درس دیتے تو امام بخاری کی یاد تازہ ہو جاتی، معقولات پڑھاتے تو امام رازی یاد آنے لگتے، دار الافتاء میں بیٹھ کر مسائل شرعیہ کی تحقیق فرماتے تو علامہ ابن عابدین شامی کا عکس جمیل نظر آتے، فقہ حنفی کے اثبات و اظہار اور ترجیح راجح پر محققانہ کلام فرماتے تو آپ کی تحریروں پر امام ابن الہمام کی تحریروں کا شبہ گزرنے لگتا، حدیث نبوی کی تشریح و توضیح پر عربی زبان میں محدثانہ کلام کرتے تو امام بدر الدین عینی کا جلوہ نظر آتا، بارگاہ رسالت کے گستاخوں کا رد و ابطال فرماتے تو امام احمد رضا کی جانشینی کا حق ادا فرما دیتے۔ اسی عبقری، نادر المثال، مجمع الفضائل اور جامع الصفات شخصیت کا نام ''محمد اختر رضا خان'' ہے جو تاج الشریعہ کے لقب سے مشہور و معروف ہیں۔

ولادت، نام و نسب و تعلیم۔

حضور تاج الشریعہ کی ولادت کاشانۂ رضا محلہ سوداگران بریلی شریف میں ۱۴/ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳/ نومبر ۱۹۴۲ء بروز منگل ہوئی۔ حضور تاج الشریعہ، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے فرزند دل بند ہیں، خاندانی دستور کے مطابق آپ کا پیدائشی نام ''محمد'' رکھا گیا اور اسی نام پر عقیقہ ہوا، چوں کہ آپ کے والد ماجد کا نام ابراہیم رضا ہے، اسی مناسبت سے آپ کا نام ''اسماعیل رضا'' رکھا گیا اور عرفی نام اختر رضا منتخب ہوا، اور اسی نام سے مشہور ہوئے، اختر تخلص ہے، مذہباً سنی، مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری ہیں۔ آپ امام احمد رضا کے پرپوتے اور حضور حجۃ الاسلام کے پوتے ہیں اور حضور مفتی اعظم ہند کے نواسے ہیں۔

والد ماجد حضور مفسر اعظم اور نانا جان حضور مفتی اعظم ہند نے روحانی، جسمانی، ظاہری و باطنی ہر طرح تربیت فرمائی، جب آپ چار سال ۴/ ماہ ۴/ دن کے ہوئے تو والد ماجد نے بسم اللہ خوانی کی محفل سجائی، منظر اسلام کے طلبہ و مدرسین کی دعوت فرمائی، اعزہ و اقربا، معززین شہر کو بھی مدعو کیا، آپ کے والد ماجد حضور مفسر اعظم ہند نے حضور مفتی اعظم ہند کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور! اختر میاں کی رسم بسم اللہ خوانی کی تقریب ہے تشریف لے چلیں اور اپنی زبان فیض ترجمان سے بسم اللہ خوانی کی رسم ادا فرما دیں، حضور مفتی اعظم ہند تشریف لے گئے اور بسم اللہ پڑھوا کر یہ رسم ادا فرمائی اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔

حضور تاج الشریعہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے ناظرہ پڑھا اور ابتدائی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں۔ ۱۹۵۲ء میں فضل الرحمٰن اسلامیہ انٹر کالج بریلی میں داخل کیے گئے جہاں ریاضی، ہندی،

سنسکرت، انگریزی وغیرہ کی تعلیم حاصل کی، آٹھویں کلاس پاس کرنے کے بعد دارالعلوم منظر اسلام میں داخل ہو گئے اور درس نظامی کی پوری تعلیم یہیں مکمل کی، زمانۂ طالب علمی ہی میں آپ کے اندر انگلش، عربی بولنے کی بھرپور صلاحیت پیدا ہوگئی تھی۔

۱۹۶۳ء میں عالم اسلام کی مشہور یونیورسٹی جامعہ ازہر قاہرہ مصر تشریف لے گئے اور کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا اور پوری محنت ولگن کے ساتھ مسلسل تین سال تک علم القرآن، علم الحدیث، علم التفسیر اور عربی زبان وادب کی تحصیل فرمائی، ۱۹۶۶ء میں کلیہ اصول الدین سے فراغت پائی، اپنے شعبہ میں اول پوزیشن حاصل کی اور مصر کے سابق صدر جمال عبدالناصر نے آپ کی خدمت میں ایوارڈ اور بی۔ اے کی سند پیش کی۔ حضور تاج الشریعہ مصر سے فراغت کے بعد ایوارڈ اور سند لے کر انڈیا کے لیے روانہ ہوئے اور ۱۷رنومبر ۱۹۶۶ء کی صبح کو بریلی پہنچے، چوں کہ ایک عرصہ کے بعد جامعہ ازہر سے تشریف لا رہے تھے، اس لیے آپ کے استقبال کے لیے علما، طلبا، معتقدین اور معززین شہر کثیر تعداد میں پھول مالا لے کر حضور مفتی اعظم کی سرپرستی میں بریلی جنکشن پر حاضر تھے، حضور مفتی اعظم ہند بڑی بے تابی سے ٹرین کے آنے کا انتظار کر رہے تھے، جیسے ہی ٹرین پلیٹ فارم پر آ کر رکی اور حضور تاج الشریعہ ٹرین سے اترے حضور مفتی اعظم ہند نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر آپ کو گلے سے لگایا، پیشانی کو بوسہ دیا، دعاؤں سے نوازا۔

درس وتدریس:۔

جامعہ ازہر مصر سے آنے کے بعد منظر اسلام میں مدرس مقرر ہوئے اور ۱۹۶۷ء سے باضابطہ تدریس کا آغاز فرمادیا۔ ۱۹۶۸ء میں صدرالمدرسین کے عہدے پر ترقی پائی اور پوری ذمہ داری سے اپنے فرائض منصبی ادا فرماتے رہے، منظر اسلام کا دارالافتا بھی آپ کے سپرد ہوگیا اور حضور مفتی اعظم ہند کی رہنمائی میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمادیا۔ ۱۹۸۰ء میں کثرت مصروفیات کے باعث منظر اسلام سے علاحدہ ہو گئے۔ ۱۹۸۱ء میں حضور مفتی اعظم ہند کا وصال ہوگیا اور آپ حضور مفتی اعظم ہند کا قائم مقام اور جانشین ہونے کی حیثیت سے مرجع عوام وخواص بن گئے اور کثرت سے تبلیغی دورے ہونے لگے، آپ نے فتویٰ نویسی کی تربیت چونکہ حضور مفتی اعظم ہند سے لی تھی اس لیے ایک ماہر مفتی اور فقیہ کی حیثیت سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے اور ہر چہار جانب سے دینی وشرعی سوالات کے آنے کا سلسلہ شروع ہوگیا، سچائی تو یہ ہے کہ آپ اپنے زمانے میں مرجع فتویٰ تھے اور آپ کا فتویٰ انتہائی محقق اور مدلل ہوتا اور آپ کا قول، قول فیصل، آپ اردو، عربی، فارسی، انگریزی چاروں زبانوں میں بلا تکلف فتویٰ لکھتے، ان چاروں زبانوں پر آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی اور پھر جب دیکھا کہ کثرت مصروفیات کے سبب تنہا سارے سوالوں کا جواب دینا ممکن نہیں تو مرکزی دارالافتا قائم فرمایا اور متعدد مفتیان کرام کو فتویٰ نویسی کی خدمت پر مامور کیا، آج بھی متعدد مفتیان کرام مرکزی دارالافتا سے فتاوے صادر کر رہے ہیں۔

بیعت وخلافت:۔

حضور تاج الشریعہ کو بیعت وارادت کا شرف حضور مفتی اعظم ہند سے حاصل تھا اور جب آپ کی عمر ۲۰رسال کی تھی تو حضور مفتی اعظم ہند نے ۱۵رجنوری ۱۹۶۲ء مطابق ۱۳۸۱ھ کو میلاد شریف کی ایک محفل میں آپ کو تمام سلاسل کی اجازت وخلافت بھی عطا فرمائی جب کہ آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند نے قبل فراغت ہی آپ کو اپنا جانشین بنادیا تھا اور بطور سند ایک تحریر بھی قلم بند فرمادی تھی۔ آپ کی شخصیت اس قدر پرکشش اور دل آویز تھی کہ جس قصبہ، جس شہر اور جس ملک میں تشریف لے جاتے آپ کی زیارت اور آپ سے شرف بیعت حاصل کرنے کے لئے لاکھوں مسلمان جمع ہو جاتے اور کثرت سے داخل سلسلہ ہوتے، سلسلہ رضویہ کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کا اعزاز آپ کو حاصل ہے۔ آپ کے مریدین کی تعداد ۳رکروڑ سے متجاوز ہوچکی ہے، دنیا کے بیشتر ممالک بالخصوص انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش، ہالینڈ، انگلینڈ، جرمنی، فرانس، بلجیم، امریکہ، سرینام، ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبابوے، تنزانیہ، موزمبیق، ماریشش، سری لنکا، عراق، ایران، ترکی، مصر، سعودیہ، لبنان، شام متحدہ عرب امارات، نیپال وغیرہ میں ہزاروں ہزار، لاکھوں لاکھ کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔

عائلی زندگی:۔

حضور تاج الشریعہ کا عقد مسنون علامہ حسنین رضا خان علیہ الرحمہ کی صاحبزادی سلیم فاطمہ عرف اچھی بی سے ۳ نومبر ۱۹۶۸ء بروز اتوار ہوا۔ حضرت کی اہلیہ تقویٰ و پرہیز گاری، مہمان نوازی، غربا پروری، دیانت وامانت اور پابندئ صوم وصلوٰۃ میں عصر حاضر کی رابعہ بصریہ ہیں، مصروفیات کے باوجود کثرت سے دینی کتب کا مطالعہ فرماتی ہیں اور ضروری مسائل شرعیہ سے آگاہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ کو پانچ صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ عطا فرمایا، آپ نے ان سب کو دینی تعلیم سے آراستہ فرمایا اور اسلامی ماحول میں تربیت دی۔

اولاد کی تفصیل:

(۱) آسیہ فاطمہ:۔ عالی جناب الحاج انجینئر برہان رضا صاحب بیسلپوری سے منسوب ہیں، صاحب اولاد ہیں۔

(۲) سعدیہ فاطمہ:۔ عالی جناب الحاج محمد منسوب رضا خان بہیڑی سے منسوب ہیں، صاحب اولاد ہیں۔

(۳) قدسیہ فاطمہ:۔ حضرت مفتی شعیب رضا قادری علیہ الرحمہ کے نکاح میں تھیں، مگر افسوس حضرت مفتی محمد شعیب رضا صاحب انتقال فرما گئے، یہ بھی صاحب اولاد ہیں۔

(۴) عطیہ فاطمہ:۔ مولانا سلمان رضا خان بن علامہ سبطین رضا خان علیہ الرحمہ کانکر ٹولہ بریلی سے منسوب ہیں، صاحب اولاد ہیں۔

(۵) ساریہ فاطمہ:۔ عالی جناب محمد فرحان رضا خان خواجہ قطب بریلی کو منسوب ہیں، صاحب اولاد ہیں۔

(۶) مولانا محمد عسجد رضا خان صاحب:۔ آپ حضور تاج الشریعہ کے اکلوتے صاحبزادے اور جانشین ہیں، اسلامی علوم وفنون میں گہری بصیرت رکھنے کے ساتھ ساتھ عصری علوم وفنون میں بھی مہارت تامہ رکھتے ہیں، دینیات کی اکثر کتابیں اپنے ماموں علامہ تحسین رضا خان سے پڑھیں اور بخاری شریف، مسلم شریف، طحاوی شریف، الاشباہ والنظائر، مقامات حریری، اجلی الاعلام، عقود رسم المفتی، فواتح الرحموت وغیرہ کتب اپنے والد ماجد حضور تاج الشریعہ سے پڑھیں، بہت ذہین، زیرک، معاملہ فہم، نبض شناس اور مسلک اعلیٰ حضرت کے بے باک داعی وترجمان ہیں، مسلک سے سرمو انحراف انھیں گوارہ نہیں اور احقاق حق ابطال باطل میں اپنے اجداد کا پرتو ہیں، اہل سلسلہ وعاشقان تاج الشریعہ کی تمام تر توقعات اب انھیں کی ذات سے وابستہ ہیں۔ اللہ انھیں سلامت رکھے اور حضور تاج الشریعہ کے علم وعمل، زہد وتقویٰ اور فضل وکمال کا مظہر اتم بنائے، آمین۔

مصر کا تاریخی دورہ:

۲۰۰۹ء میں حضور تاج الشریعہ نے مصر کا تاریخی دورہ فرمایا، ۳ مئی سے ۶ مئی تک مصر میں آپ کا قیام رہا، اس موقع پر اللہ نے آپ کو جو عزت و شان وشوکت عطا فرمائی، وہ شاید اب تک کسی ہندوستانی عالم کے حصہ میں نہ آئی، مصر کے بڑے بڑے علما ومشائخ جن میں شیخ الازہر علامہ سید محمد طنطاوی، رئیس الجامعہ علامہ احمد طیب، پروفیسر طٰہٰ ابوبکر، دکتور صالح عبداللہ کامل، دکتور فتحی حجازی، دکتور احمد ربیع احمد یوسف، دکتور حازم احمد محفوظ، جمال فاروق دقاق، علامہ محبوب حبیب، علامہ جلال رضا ازہری، پروفیسر عبدالقادر نصار، علامہ حبیشی الدسوقی، علامہ سعد جاویش شامل ہیں، ان حضرات نے مختلف مسائل اور موضوعات پر حضور تاج الشریعہ سے تبادلۂ خیالات کیا اور آپ کے علمی وتحقیقی جوابات سے حد درجہ مسرور ومتاثر ہوئے، ان کے علاوہ جامعہ ازہر، جامعہ عین شمس، جامعہ قاہرہ، جامعہ دول العربیہ کے تقریباً ۴۵ بڑے بڑے اساتذہ نے آپ سے اکتساب فیض کیا اور حدیث کی اجازتیں لیں، اسی سفر میں جامعہ ازہر کے ارباب حل وعقد نے حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں آپ کی علمی لیاقت وصلاحیت اور غیر معمولی دینی خدمات کے اعتراف میں جامعہ ازہر کا سب سے بڑا ایوارڈ ''فخر ازہر ایوارڈ'' پیش کر کے اپنے جامعہ کا سر اونچا کیا۔

آپ نے متعدد بار حج ادا فرمایا اور تقریباً ہر سال رمضان المبارک میں عمرہ کی ادائیگی فرماتے رہتے۔ اور یہ شرف بھی آپ کو حاصل ہوا کہ ۱۰ جون ۲۰۱۳ء مطابق یکم شعبان ۱۴۳۴ھ بروز پیر ۶ بج کر ۵ منٹ پر کعبہ شریف کے اندر داخل ہوئے اور نماز ادا فرمائی، اس سعادت میں آپ کے صاحبزادۂ گرامی وقار علامہ عسجد رضا خان

بھی شریک رہے۔

یوں تو آپ سینکڑوں اداروں، تنظیموں اور مدرسوں کے سرپرست ہیں مگر جامعۃ الرضا بریلی شریف اور مرکزی دارالافتاء بریلی شریف خاص آپ کے قائم کردہ ادارے ہیں، جو بین الاقوامی شہرت کے مالک اور مرکزی حیثیت کے حامل ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کی اصاغر نوازی:۔

حضور تاج الشریعہ نہایت رحم دل، شفیق، مہربان اور سخی طبیعت انسان تھے، آپ کی کرم نوازیوں کے سبب درجنوں افراد آپ کے در دولت پر پل رہے ہیں، بہت سے علما، طلبہ کی وقتاً فوقتاً آپ مالی مدد بھی فرماتے رہتے، اپنے اعزہ و اقربا کے ساتھ صلہ رحمی کرتے اور ان کا خاص خیال فرماتے، اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت سے وارفتگی کی حد تک آپ کو پیار تھا، ان کے خلاف ایک لفظ بھی سننا گوارہ نہ تھا بلکہ جب بھی ان کے خلاف کوئی فتنہ پیدا ہوتا یا کوئی اعتراض اٹھتا تو اس کو کچلنے اور دفع کرنے میں تحریراً و تقریراً سرگرم ہو جاتے اور اس سلسلے میں کسی کی کوئی پرواہ نہ کرتے، جو متصلب علما اعلیٰ حضرت کے تعارف اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ میں سرگرم رہتے ان سے بہت خوش رہتے اور ان کو بہت قریب رکھتے۔

فقیر پر حضور تاج الشریعہ کی نوازشات:

حضور تاج الشریعہ نے اپنی زندگی کے آخری دس، بارہ سالوں میں جن علما کو سب سے قریب رکھا ان میں اس فقیر راقم الحروف شمشاد احمد مصباحی کا نام بہت نمایاں ہے، مجھ سے بہت محبت فرماتے، بہ آں فضل و کمال مجھے ہمیشہ فون کرتے خیر خیریت پوچھتے، میں بھی برابر فون کرتا خوش ہو جاتے، جب جب میں نے کہیں کے لیے حضرت سے تاریخ لینے کی کوشش کی ہمیشہ فوراً تاریخ منظور ہوئی اور حضرت تشریف بھی لے گئے۔ سال میں کئی بار میں حضرت سے ملاقات کرنے بریلی شریف جاتا، جب تک بریلی شریف میں قیام رہتا میں حضرت کا مہمان ہوتا، کھانا پینا، ناشتہ ہوٹل سب حضرت کا ہوتا، خادموں کو تاکید فرماتے ''ان کا خیال رکھنا'' اور چلتے وقت کچھ نذرانہ بھی عطا فرماتے۔ ٹرین لیٹ ہو جاتی تو فون کرا کر پوچھتے ''کہاں تک پہنچے؟'' اگر صبح صبح بریلی پہنچ جاتا اور خبر کرا دیتا کہ میں آ چکا ہوں تو خلاف معمول صبح آٹھ نو بجے ہی بیٹھک میں تشریف لاتے اور مجھ کو بلا کر ملاقات کا شرف عطا فرماتے، تین چار مرتبہ سب کو ہٹا کر تنہائی میں بھی مجھ سے گفتگو فرمائی، اگر کبھی حضرت ممبئی میں تشریف فرما ہوتے اور اتفاقاً میں بھی پروگرام کے سلسلے میں پہنچ جاتا تو حضرت سے شرف ملاقات کے لیے ضرور حاضر ہوتا، حضرت وہاں بھی خاص کرم فرماتے اور ناشتہ وغیرہ ضرور کراتے، ایک مرتبہ حضرت کی کتاب ''الفردہ'' شرح قصیدہ بردہ پر تبصرہ لکھا اور حضرت کو سنایا، بہت خوش ہوئے اور اپنے تبرکات میں سے ایک عمامہ، جبہ عطا فرمایا اور کچھ نذرانہ بھی پیش فرمایا جسے میں نے سرمایۂ افتخار سمجھ کر قبول کر لیا۔ جب کہ ۲۰۱۱ء میں شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے فقہی سیمینار میں مجھے اور حضرت مولانا فیضان المصطفیٰ قادری مقیم حال امریکہ کو اپنی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت جدید مسائل پر جب کچھ تحریر فرماتے تو چند مخصوص علما کے پاس ضرور بھیجتے اور ان کا تاثر معلوم کرتے اور ان کی رائے کو بہت اہمیت دیتے، ان علما میں سے ایک میں بھی ہوں، بارہا حضرت نے میرے پاس اپنی تحریر بھیجی اور اس پر میری رائے جاننا چاہا، میں اپنے آپ کو خوش نصیب تصور کرتا ہوں کہ حضرت کے خاص غلاموں میں مجھے خصوصی جگہ ملی، حضرت کی کرم نوازیوں کے تصور سے کبھی کبھی آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں، عرس رضوی میں جامعۃ الرضا کے اسٹیج پر متعدد بار اور کئی بار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے سیمینار میں خصوصی دعا فرماتے ہوئے حضور محدث کبیر مدظلہ اور مفتی اختر حسین علیمی اور مجھ فقیر کا نام لیا، چند مہینہ پہلے جب حضرت دہلی میں ایڈمٹ تھے اور پھر ڈسچارج ہونے کے بعد برہان میاں کے یہاں مقیم تھے، میں حضرت کی عیادت کے لئے دہلی گیا، برہان میاں کے گھر پہنچا حضرت کی زیارت ہوئی، ڈاکٹروں نے بولنے سے منع کر دیا تھا پھر بھی حضرت نے خیریت پوچھی اور چند جملے ارشاد فرمائے، وہاں بنارس اور دوسری جگہوں کے بڑے بڑے رؤسا حضرات موجود تھے مگر ہر دس پندرہ منٹ پر حضرت میرا نام لے کر پوچھتے ''مفتی شمشاد کہاں ہیں''

خادم کہتا حضور یہیں بیٹھے ہیں، تین چار گھنٹہ وہاں پر رہا اور حضرت نے کئی مرتبہ مجھے یاد فرمایا، پھر میں رخصتی کے وقت جب حضرت سے اجازت لینے لگا، حضرت نے میرا سر پکڑ کر بہت دیر تک دعا فرمائی، حضرت سے بار بار مل چکا تھا مگر یہ منظر پہلی بار دیکھا، حضرت سے کسی نے پوچھا کہ حضور آپ کے علاوہ شرعی مسائل میں کن کی طرف رجوع کیا جائے تو حضرت نے چار نام ارشاد فرمائے، حضور محدث کبیر، مفتی اختر حسین علیمی، مفتی شمشاد احمد گھوسی اور مفتی محمود اختر ممبئی۔ ایک سال میں ملاوی افریقہ گیا تو حضرت نے اپنے کئی مریدین کو فون کر کے فرمایا ''ان سے ملاقات کرواوران کا خیال رکھنا''۔ ممبئی میں ایک مرتبہ ایک نوجوان بدزبان پیلی بھیتی خطیب نے جامعہ اشرفیہ مبارکپور پر زبردست حملہ کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ اس کو چندہ دینا حرام ہے، اس جلسے میں حضور تاج الشریعہ بھی مدعو تھے مگر ابھی اسٹیج پر تشریف نہیں لے گئے تھے بعد میں تشریف لے گئے، جلسہ ختم ہونے کے بعد مجھے خبر لگی میں نے حضرت کو فون کیا اور بتایا کہ حضور کے اسٹیج پر جانے سے پہلے ایک خطیب نے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں اور چوں کہ حضور بھی اس جلسے میں مدعو تھے، حضور پر بھی الزام آ سکتا ہے، اس لیے آپ اس کی تردید فرما دیں، حضرت نے فرمایا ''اگر پہلے مجھے معلوم ہو جاتا تو جاتا ہی نہیں، اچھا ٹھیک ہے کل بھی ممبئی میں اسی علاقے میں جلسہ ہے، میں اس کی تردید کر دوں گا، دوسرے دن کے اجلاس میں حضرت نے ان لوگوں کی موجودگی میں ان کے بیان کی مذمت فرمائی اور اظہار برأت فرمایا اور اہل سنت و جماعت کے تمام مدرسوں میں تعاون کیا جائے اس کا اعلان فرمایا، جلسہ کے بعد جب حضرت گاڑی میں بیٹھے، مجھے فون کیا اور فرمایا ''اظہار برأت کرتے ہوئے میں نے ان کے بیان کی بھرپور تردید کر دی ہے''۔ حضور تاج الشریعہ سے اختلاف کے بعد کا واقعہ ہے کہ ممبئی میں ایک مرتبہ اسی بدزبان پیلی بھیتی خطیب نے اپنی تقریر میں مجھے صلح کلی کہہ دیا، حضرت کو اطلاع ہوئی تو دوسرے دن کے اجلاس میں دس منٹ تک اپنے اسٹیج سے اس کا رد فرمایا اور مجھے جماعت اہل سنت کا ذمہ دار اور معتمد عالم دین بتایا اور مجھ پر اپنے اعتماد کا اظہار فرمایا۔ حضور کی ایک کرم نوازی یہ بھی تھی کہ میری تقریر بہت پسند فرماتے، اگر کبھی حضرت کے جلسہ میں میں بھی مدعو ہوتا تو فرماتے جب میں اسٹیج پر پہنچوں اس وقت مفتی شمشاد کی تقریر کرائی جائے۔

اگر تفصیل سے لکھنا شروع کروں تو دفتر تیار ہو جائے، اس مختصر مضمون میں زیادہ کی گنجائش نہیں، مگر یہ بھی واضح کر دوں کہ کبھی بھی میں نے حضرت کے اعتماد کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا، کبھی غلط مشورہ نہیں دیا، کسی کو حضرت سے دور کرنے کی معمولی کوشش بھی نہیں کی، ہمیشہ علما کو حضرت سے جوڑنے کا کام کیا۔ حضرت سے جو علما دور ہوئے وہ اپنے کردار و عمل کی بنیاد پر دور ہوئے، کسی نے ان کو دور نہیں کیا۔

تصنیفات وتالیفات:۔

حضور تاج الشریعہ کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی تھی کہ کثرت اسفار کے باوجود درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور ترجمہ وتعریب کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھا، سفر و حضر ہر جگہ کچھ نہ کچھ املا کراتے رہتے اور صاحب فراش ہونے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں اور اعلیٰ حضرت کی کئی کتابوں کا اردو اور عربی میں ترجمہ فرمایا، مطبوعہ تصنیفات وتراجم کی تعداد تین درجن سے متجاوز ہے۔

حضور تاج الشریعہ کا سفر آخرت

یوں تو تاج الشریعہ شروع ہی سے نازک مزاج تھے، آب و ہوا کی معمولی تبدیلی سے طبیعت ناساز ہو جاتی تھی مگر زندگی کے آخری دور میں عوارض جسمانی نے ہر چہار جانب سے آپ کو گھیر لیا۔ ایک بیماری کا علاج ہوتا تو دوسری شروع ہو جاتی، اس کا علاج ہوتا تو تیسری عود کر آتی، مگر اس کے باوجود تصنیف و تالیف، درس بخاری، درس ''الاشباہ والنظائر''، مجلس سوال و جواب، تمرین الافتا، فتویٰ نویسی، شعر و شاعری اور بیعت و ارشاد کا سلسلہ جاری رہا، بلکہ اخیر دور میں تصنیف و تالیف کی رفتار تیز ہوگئی اور اس کے لیے کثرت سے سماعت کتب کا سلسلہ جاری رہتا۔ علما کی انجمن، مریدین کی محفل، ٹرین اور پلین کے غیر پرسکون ماحول میں بھی کچھ نہ کچھ املا کرانے کا سلسلہ جاری رہتا، پھر انتقال سے تقریباً نو، دس ماہ پہلے اچانک اسٹروک Stroke نام کی بیماری کا حملہ ہوا، خون گاڑھا ہو گیا اور نسوں میں خون کا سیلان بہت کم ہو گیا جس کی وجہ سے کئی تکلیفیں لاحق ہو گئیں اور مسلسل آپ کی حالت

دِگرگوں ہونے لگی۔ پہلے بریلی کے ''مشن ہاسپٹل'' میں بھرتی ہوئے اور جب کچھ آرام ہوا تو دہلی کے مشہور ''B.L.K'' ہاسپٹل میں بھرتی ہوئے، جب حالت اطمینان بخش ہوئی اور ہاسپٹل سے ڈسچارج ہوئے تب بھی دہلی ہی میں اپنے داماد الحاج انجینئر برہان رضا صاحب کے یہاں مقیم رہے اور ڈاکٹروں کی ایک ٹیم آپ کی دیکھ بھال کے لیے مستعد رہتی، الحاج انجینئر برہان رضا صاحب کا مکان ہاسپٹل سے قریب تھا اس لیے ڈاکٹروں کے آنے جانے میں بھی کوئی دشواری نہ تھی۔

اسٹروک Stroke کے عارضہ کے بعد تبلیغی سفر بالکل بند ہوگیا، آواز بھی بہت گرفتہ رہنے لگی اور بہت مدھم سی ہوگئی، اس لیے تصنیف و تالیف اور سماعتِ کتب کا سلسلہ بند ہوگیا، البتہ بعد نماز عصر ''دلائل الخیرات شریف'' پابندی سے سماعت فرماتے اور اٹھنے بیٹھنے میں سخت تکلیف اور مختلف امراضِ جسمانی کے باوجود پنج وقتہ نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا فرماتے اور پہلی رکعت کھڑے ہوکر پڑھتے پھر بقیہ رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے۔ اسی لیے امسال شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے سیمینار منعقدہ ۱۸، ۱۹ر رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۶، ۷راپریل ۲۰۱۸ء کے تمام سوال ناموں کو بھی نہ سن سکے اور نہ ہی مقالات کی سماعت ہوسکی، البتہ چند منٹ کے لیے دو دن سیمینار ہال میں وہیل چیئر پر بیٹھ کر تشریف لائے اور زیارت کا موقع عطا فرمایا، پھر آخری مجلس میں دعا کے لیے بھی نہ آسکے، البتہ تمام فیصلوں کو بغور سماعت فرمایا اور تصدیق فرمائی۔ حضور تاج الشریعہ کی طبیعت ایسے ہی نرم گرم چلتی رہی، بریلی کے ڈاکٹروں کا علاج چلتا رہا، حالات بہتر ہورہے تھے، طبیعت میں سدھار ہورہا تھا، نارمل چیک اَپ کے لیے ۱۶رجولائی ۲۰۱۸ء بروز پیر بریلی کے ''مشن ہاسپٹل'' میں داخل ہوئے، ڈاکٹروں نے چیک اپ کیا، دوائیں تجویز کیں اور کچھ جانچ کرانے کے لیے کہا اور گھر جانے کی اجازت دے دی، علامہ عسجد رضا صاحب نے احتیاطاً یہ فیصلہ لیا کہ جب تک تمام جانچ رپورٹ نہیں آجاتی حضور تاج الشریعہ کو یہیں ہاسپٹل میں رکھا جائے تاکہ بار بار جانے آنے کے سبب حضور تاج الشریعہ کو تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ حضور تاج الشریعہ کے آرام وسکون کا خیال رکھتے ہوئے ۱۷ر اور ۱۸ر جولائی ۲۰۱۸ء کو بھی آپ کو مشن ہاسپٹل ہی میں رکھا گیا، ساری رپورٹیں آگئیں اور سب نارمل، ڈاکٹروں نے کہا: سب ٹھیک ٹھاک ہے، گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، اس لیے حضور عسجد میاں نے حضرت کو گھر لانے کا فیصلہ کیا اور حضور تاج الشریعہ ۱۹رجولائی بروز جمعرات اپنے گھر محلّہ سوداگران بریلی میں تشریف فرما ہوگئے، حضور عسجد میاں سے خود میری ان دنوں کئی کئی مرتبہ بات ہوئی، ہر مرتبہ یہی فرمایا: گھبرانے کی کوئی بات نہیں، سب نارمل ہے۔

۲۰رجولائی ۲۰۱۸ء کو بھی دن میں سب کچھ ٹھیک ٹھاک چلتا رہا، حضور تاج الشریعہ نے نماز عصر پڑھی، حسب معمول دلائل الخیرات سنی، ۶ر بجکر ۵۰ر منٹ پر ایک بسکٹ تناول فرمایا، چائے نوش فرمائی، خادم محمد یوسف نے ایک بسکٹ اور دیا تو غصہ فرمایا، پھر نمازِ مغرب کے لیے ٹائم پوچھا، بتایا گیا کہ ابھی ۶ر بجکر ۵۴ منٹ ہورہے ہیں، پھر باتھ روم تشریف لے گئے، وضو بنا کر تشریف لائے تو سانسیں اکھڑی ہوئی تھیں اور بہت تیز تیز چل رہی تھیں، حضور تاج الشریعہ اس وقت ہانپ رہے تھے، حضور عسجد میاں نے ہاتھ پکڑ کر صوفے پر بٹھا دیا اور نبض اور بلڈ پریشر چیک کرنے لگے، سانسیں حسب سابق تیز تیز چلتی رہیں، پھر حضور عسجد میاں نے وہیں بستر پر لٹا دیا، حضور عسجد میاں کے داماد جناب سلمان حسن خان نے فوراً ڈاکٹر سُمِت کھنڈیل وال کو فون کیا، پوری کیفیت بتائی، ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ ڈائی ٹورانجکشن لگایا جائے، اس دن بریلی میں ۷ر بجکر ۹ر منٹ پر غروب تھا، سورج غروب ہوچکا تھا اور مغرب کی اذان شروع ہوچکی تھی، اُدھر مؤذن اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدائیں بلند کررہا تھا اور ادھر حضور تاج الشریعہ کی زبان مبارک سے بھی اللہ اکبر، اللہ اکبر، یا اللہ، یا اللہ کی آواز آنے لگی اور پھر اسی عالم میں رب کی بڑائی کا اعلان، اسم جلالت کا وِرد کرتے ہوئے اچانک آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔

ٹھیک ۷ر بجکر ۱۲ر منٹ پر آپ کا وصال ہوا، انتقال کے وقت شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خان، حضور تاج الشریعہ کے داماد منسوب میاں، علامہ عسجد رضا کے دونوں داماد مولانا عاشق حسین کشمیری، جناب سلمان حسن خان اور حضور تاج الشریعہ کی دو

صاحبزادیاں بھی موجود تھیں۔ان میں سے کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ حضرت وصال فرما چکے ہیں، ہر ایک خاموش ہے کوئی کسی سے کچھ بول نہیں رہا ہے اور نہ ہی کوئی کسی کو فون کر رہا ہے مگر حضور تاج الشریعہ کی ولایت وکرامت کہ پورا محلّہ سوداگران انسانوں سے کھچا کھچ بھر چکا ہے، ہر طرف غم واندوہ کی لہر دوڑ گئی، دکانیں بند ہونے لگیں، درگاہِ اعلیٰ حضرت کی طرف آنے والے تمام راستے عاشقان تاج الشریعہ کے ہجوم سے جام ہونے لگے۔آخر اللہ کے بندوں میں حضور تاج الشریعہ کی رحلت کی خبر کیسے پھیلی؟ گھر والوں کو خود یقین نہیں کہ حضرت وصال فرما چکے، اتنے میں ڈاکٹر آ گئے، انھوں نے چیک اپ کیا اور حضرت کے وصال کی تصدیق کر دی، اب گھر والوں کو یقین ہوا کہ حضرت وصال فرما چکے ہیں، مگر اس سے پہلے پورے بریلی شہر میں کہرام مچ گیا، قیامت صغریٰ کا سماں بندھ گیا، ہندو مسلم سب کی دکانیں بند ہونے لگیں، محلّہ سوداگران کی گلیاں جام ہو گئیں اور چند منٹوں میں بہاری پور، بڑا بازار، خواجہ قطب کی دکانیں بھی بند ہو گئیں اور پھر آناً فاناً پورے ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں وصال کی خبر بجلی کی طرح پھیل گئی، اہل سنت میں صف ماتم بچھ گئی، ماحول سوگوار ہو گیا، عاشقانِ تاج الشریعہ غمناک آنکھوں اور بھرائی ہوئی آواز میں ایک دوسرے سے خبر کی تصدیق کر رہے تھے، میں اس وقت بنارس جارہا تھا، میرے پاس سب سے پہلے مولانا شاہد علی مصباحی استاذ دارالفکر بہرائچ کا فون آیا اور انھوں نے خبر کی تصدیق کرنا چاہی، میں نے سختی سے انکار کیا کیوں کہ اس دن دو مرتبہ علامہ عسجد رضا صاحب سے میری بات ہو چکی تھی، عصر کے آس پاس بھی بات ہوئی، ہر مرتبہ فرمایا: ابّا کی طبیعت بالکل ٹھیک ہے، گھبرانے کی کوئی بات نہیں، مگر پھر دل نہیں مانا اور علامہ عسجد رضا صاحب کو فون کیا، فون مصروف تھا، ان کے داماد جناب سلمان حسن کو فون کیا وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے، بھرائی ہوئی آواز میں کچھ کہا، سمجھ میں نہیں آیا مگر نہ سمجھتے ہوئے بھی بہت کچھ سمجھ گیا، تصدیق کے لیے بریلی شریف میں کئی لوگوں کو فون کیا سب نے روتے ہوئے خبر کی تصدیق کر دی، میں نے سب سے پہلے حضور محدث کبیر مدظلہ کو فون کر کے اس حادثے کی خبر دی، حضرت نے فرمایا ''ابھی ڈیڑھ منٹ پہلے مولانا شاہد رضا نے یہ افسوس ناک خبر دی'' محدث کبیر اس وقت غازی پور کے علاقے میں تھے، خبر سنتے ہی جلسہ چھوڑ کر گھوسی کے لیے نکل پڑے، تاکہ بریلی جانے کی تیاری ہو سکے، میں اس وقت بنارس جارہا تھا اس جانکاہ خبر کو سنتے ہی گاڑی بنارس کے بجائے گھوسی کی طرف موڑ دیا تاکہ بریلی شریف جانے کی تیاری کر سکوں، اب خود میرے موبائل پر مسلسل گھنٹی بجنے لگی، ایک کے بعد ایک مسلسل فون آنے لگے اور سب خبر کی تصدیق کرنا چاہتے تھے، فون اتنا مصروف ہو گیا کہ کسی کو فون کرنا بھی سخت دشوار ہو گیا، اس دوران اطلاع ملی کہ یوپی، بہار، بنگال، جھارکھنڈ سے لاکھوں کی تعداد میں پرائیویٹ گاڑیوں سے بریلی کے لیے علما، طلبا، اور عوام نکل رہے ہیں۔

سرکاری بسوں اور ٹرینوں میں بھی عاشقان تاج الشریعہ بے تحاشا گھستے چلے جارہے ہیں، دہلی آنے والی تمام فلائٹوں کے ٹکٹ بڑی تیزی سے بڑھنے لگے، چار پانچ ہزار کا ٹکٹ تھوڑی ہی دیر میں پچاس ساٹھ ہزار تک پہنچ گیا، پھر بھی حضور تاج الشریعہ کے دیوانے تیزی سے ٹکٹ خریدنے لگے یہاں تک کہ تمام فلائٹوں کے ٹکٹ بک ہو گئے، انٹرنیشنل فلائٹوں کا بھی تقریباً یہی حال تھا، دنیا کے مختلف حصوں سے لوگ دہلی کے لیے ٹکٹ بک کرنے لگے اور ٹکٹ فیئر Ticket Fare بڑی تیزی سے بڑھنے لگا، بریلی آنے والی تمام ٹرینوں کی حالت دیوانوں کے ہجوم سے ناگفتہ بہ تھی، عاشقان مصطفیٰ ہر کلاس میں کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے، اپنے مرشد کا آخری دیدار کرنے کے لیے دیوانہ وار بریلی کی طرف بھاگے چلے جارہے ہیں، میں نے بھی راستے ہی سے فون کر کے قاری غلام رسول صاحب مطبخ انچارج جامعہ امجدیہ کو گاڑی بک کرنے کے لیے کہہ دیا تھا، گھوسی روڈویز پر پہنچا، دیکھا، طلبہ کی زبردست بھیڑ، سب بس کے انتظار میں کھڑے ہیں بریلی کی طرف عازم سفر ہیں، رات کے ۹/بجے تھے، گھر میں داخل ہوا، غسل کیا، لباس تبدیل کیا عشا پڑھی اور بریلی جانے کی تیاری میں مصروف ہو گیا، تقریباً ۱۱/بجے اِنووا (INNOVA) گاڑی سے بریلی کے لیے نکل پڑے، رفقائے سفر میں قاری غلام رسول گھوسی، مولانا وحید الحق ابن شارح بخاری، مولانا محمد ایوب اللہ

آبادی مقیم حال ملاوی افریقہ اور کچھ طلبہ تھے، تیزی سے گاڑی چل رہی تھی، راستے میں نماز جنازہ کے وقت کے تعین کے سلسلے میں مسلسل فون آتے رہے، میں حضور عسجد میاں اوران کے داماد جناب سلمان حسن کے رابطے میں رہا، میں نے حضور عسجد میاں سے کہا جنازہ میں تعجیل کی جائے، یہی شریعت کا حکم ہے اور حضور تاج الشریعہ کی وصیت بھی، انھوں نے فرمایا کہ میری بھی یہی خواہش ہے، مگر ایک بہن جدہ میں ہیں وہ کل ۲۱رجولائی کو مغرب، عشا تک بریلی آپائیں گی اور حضرت کے ہزاروں مریدین یورپ، امریکہ، افریقہ، متحدہ عرب امارات کے مختلف ملکوں سے آرہے ہیں، ان کا اصرار ہے کہ ان کو بھی زیارت کا موقع دیا جائے، اس لیے ارباب حل وعقد نے طے کیا ہے کہ ۲۲رجولائی کو ۱۰ربجے دن میں اسلامیہ انٹر کالج میں جنازہ کی نماز ہوگی، ہم لوگ تیز رفتاری سے چلتے رہے، لکھنؤ میں فجر کی نماز ادا کی گئی، مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن بڑا چاند گنج لکھنؤ میں کچھ دیر آرام کیا گیا پھر چائے وغیرہ پی کر بریلی کی طرف رواں دواں ہوگئے۔ ۲۱رجولائی کو دن میں ۱۲ربجے بریلی شریف پہنچ گئے، بہت تیز بارش ہورہی تھی، اسی بارش میں ہوٹل کی تلاش ہوئی، عرس رضوی کی طرح سارے ہوٹل فُل، بڑی مشکل سے سی ٹی ریلوے اسٹیشن کے قریب دولہا میاں کے مزار کے پاس ایک ہوٹل میں دو کمرے بک کرائے گئے، تمام رفقائے سفر تھکے ہوئے تھے اور آرام کے موڈ میں تھے، میں نہا دھو کر کپڑا بدل کر محلّہ سوداگران جانے کے لیے تیار ہوگیا، بارش رک چکی تھی، مگر سوداگران کی گلیوں کا ویڈیو مسلسل شوشل میڈیا پر آرہا تھا، لوگ گھٹنے تک پانی میں کھڑے ہوکر اپنے محبوب رہنما کا آخری دیدار کرنے کے لیے بڑی بے صبری سے اپنی باری کا انتظار کررہے تھے، جب گلیوں کا پانی نیچے اتر گیا اور راستہ صاف ہوگیا تو میں ظہر پڑھ کر فوراً محلّہ سوداگران کے لیے نکل پڑا، بڑی مشکل سے سوداگران پہنچا، تمام راستے، چوراہے، گلیاں انسانوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں، ہجوم کو چیرتے، پھاڑتے بڑی سخت دشواری کا سامنا کرتے حضور تاج الشریعہ کے مکان کے سامنے والی گلی جو اتر سے دکھن کی

طرف جاتی ہے اس میں پہنچا، موٹی، موٹی بلیوں سے بیریگیٹ بنایا گیا تھا، زیارت کرنے والوں کی دوطرفہ لائن لگی تھی، مجمع کو روکنے کے لیے رضا کار حضرات کو شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا، میرے کچھ جاننے والے وہاں مل گئے، انھوں نے حضور تاج الشریعہ اور حضور عسجد میاں سے میرے قریبی تعلقات کا خیال کرتے ہوئے مجھے آگے بڑھا دیا، بڑی مشکل سے مجمع کو چیرتے ہوئے کچھ مہربانوں نے مجھے حضور تاج الشریعہ کے در دولت پر پہنچایا، چائنل والے گیٹ پر بھی حضرت کے کچھ خدام مستعدی سے کھڑے تھے جو لوگوں کو کثیر تعداد میں اندر جانے سے روک رہے تھے مگر مجھ پر کرم فرمایا، مجھ کو اندر کھینچ لیا، میں بڑی بے تابی سے اس کمرے کے پاس پہنچا جس میں حضور تاج الشریعہ کا جسد پاک رکھا ہوا تھا، عام لوگوں کو حجرہ کے باہر ہی سے کھڑکی کی طرف سے زیارت کرائی جارہی تھی مگر مجھے اندر بلا لیا گیا، حضرت کے چند مخصوص مریدین، خدام اور گھر کے لوگ وہاں موجود تھے، حضور تاج الشریعہ سفید دوپلّی ٹوپی لگائے ایک فریزر بیڈ پر آرام فرما تھے جس پر کوہان کی شکل میں ایک اونچا شیشہ لگا دیا گیا تھا، حضور تاج الشریعہ کے رخ انور پر نظر پڑتے ہی صبر وشکیب کا دامن چھوٹ گیا، اپنے آقائے نعمت سے ہمیشہ ہمیش کے لیے بچھڑنے کا غم دوبالا ہوگیا، بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور جب حضور تاج الشریعہ کی عنایتوں، محبتوں اور شفقتوں کو یاد کرتا تو اور زیادہ حالت دِگر گوں ہو جاتی، مجھ جیسے سینکڑوں دیوانے وہاں پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے، ان کی آنکھیں ساون بھادو برسا رہی تھیں، حضرت کے خدام، حضور عسجد میاں کے داماد، خاندان کے کچھ افراد، کچھ مخصوص مریدین کو وہاں آنسوؤں سے تر بتر دیکھا، چوں کہ حجرہ میں جگہ کم تھی اور زیارت کرنے والوں کی لمبی قطاریں اس لیے بار بار اعلان ہورہا تھا کہ جو لوگ زیارت کر چکے ہیں وہ حجرہ خالی کر دیں تاکہ دوسروں کو موقع مل سکے، میری نظر حضور تاج الشریعہ کے رخِ روشن پر ٹک گئی، چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھلا ہوا تھا، چہرے سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں، ایسا محسوس ہورہا تھا کہ حضور ابھی آنکھیں

کھول دیں گے، دیر تک حضور تاج الشریعہ کے حق میں دعائے ترقیِ درجات کرتا رہا، پھر شہنواز بھائی دبئی والے حضور عسجد میاں کے مکان کے بالائی حصہ میں مجھے لے کر آ گئے، جہاں حضور عسجد میاں کی رہائش ہے، وہ ایک بڑا ہال ہے اور اسی میں ایک چھوٹا سا کمرہ بھی ہے جو غالبًا خواب گاہ ہے، اور اسی بڑے ہال کے نیچے گاڑیوں کی پارکنگ (Parking) ہے۔ عصر، مغرب کی نماز اسی ہال میں پڑھی گئی، امامت کے لیے مجھے آگے بڑھایا گیا، مغرب کے بعد کچھ ماحضر بھی پیش کیا گیا جسے کچھ مہمانوں نے تناول فرمایا، میں بڑا خوش نصیب رہا کہ ظہر سے لے کر عشا تک حضور تاج الشریعہ کے مکان پر ہی جما رہا، جانے کو جی تو نہیں چاہ رہا تھا مگر شب بیداری اور سفر کی تکان کے سبب مجبور تھا، عشا کا وقت ہوتے ہی ہوٹل پر چلا گیا اور عشا پڑھ کر سو گیا۔ فجر کے وقت تمام رفقا بیدار ہو چکے تھے اور نماز کی تیاری میں مصروف ہو گئے تھے، آج ۲۲؍ جولائی ۲۰۱۸ء کی تاریخ تھی، آج ہی ۱۰؍ بجے نماز جنازہ ہونے والی تھی اور اس کے بعد تدفین، نماز فجر پڑھ کر غسل ولباس کی تبدیلی سے فارغ ہو کر پھر حضور تاج الشریعہ کے دولت کدہ کی طرف نکل پڑا، ارادہ تھا کہ حضور تاج الشریعہ کو غسل دینے کی سعادت مجھے بھی حاصل ہو جائے مگر سوداگران کو جانے والی ہر گلی، ہر کوچہ، ہر روڈ انسانوں سے بھر چکا تھا، راستہ چلنا سخت دشوار، بڑی مشکل سے حضور تاج الشریعہ کے مکان کے سامنے والی گلی میں پہنچا پھر وہی زائرین کی دوطرفہ لائن، جگہ جگہ بلیوں اور رسیوں سے رکاوٹ، مگر مجھ پر کرم ہوتا گیا اور ہر رکاوٹ کی جگہ سے مجھ کو آگے بڑھا دیا گیا بلکہ کچھ نامعلوم چاہنے والوں نے میرے لیے راستہ بناتے ہوئے بڑی مشقت کے بعد مجھ کو حضور تاج الشریعہ کے در دولت تک پہنچا دیا، پھر گیٹ (Gate) پر کھڑے کچھ خدامِ تاج الشریعہ نے مجھے خصوصی طور پر اندر لے لیا۔ اندر جانے پر معلوم ہوا کہ غسل وتکفین کی کارروائی مکمل ہو چکی ہے، تقریباً چار بج کر پینتالیس (04:45) منٹ پر اول وقت میں فجر پڑھنے کے بعد غسل کی کارروائی شروع کر دی گئی، نہایت احتیاط کے ساتھ ایک ایک سنت کو دھیان میں رکھ کر حضور تاج الشریعہ کو غسل دیا گیا، غسل دینے والوں میں علامہ عسجد رضا خان، داماد تاج الشریعہ مولانا سلمان رضا خان، مولانا عاشق حسین کشمیری، مولانا جمال مصطفیٰ قادری پرنسپل جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، انجینئر برہان میاں، سید کیفی، چھوٹا عارف خاص طور پر شریک رہے۔ غسل وتکفین کے بعد جسد پاک کو فریزر بیڈ پر رکھ کر آنگن میں رکھ دیا گیا اور شیشہ کا غلاف ڈال دیا گیا، اس کے بعد مخصوص لوگوں کو زیارت کرانے کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ ساڑھے سات (07.30) بجے کے قریب باہر کے لوگوں سے آنگن خالی کرایا گیا اور گھر والوں کو آخری دیدار کا موقع دیا گیا، ایک طرف نعت خوانی کا سلسلہ جاری تھا، دوسری طرف گھر کی مستورات، نواسے، نواسیاں، پوتے، پوتیاں اور خاندان کی دوسری مستورات کو زیارت کا موقع ملا۔ حضور تاج الشریعہ کے شہزادۂ گرامی علامہ عسجد رضا خان، حضور تاج الشریعہ کے داماد برہان میاں، فرحان میاں، منسوب میاں، مولانا سلمان رضا خان، حضور عسجد میاں کے داماد مولانا عاشق حسین کشمیری، سلمان حسن خان ودیگر اہل خاندان واعزہ واقربا موجود تھے، پردے کا معقول انتظام تھا۔ باہر کے لوگوں میں حضرت کے کچھ مخصوص خدام اور مولانا یونس رضا مونس اور یہ فقیر شمشاد احمد مصباحی موجود تھا۔ اپنے محسن کا آخری دیدار تھا، اس لیے نظر رخِ زیبا سے ہٹتی نہیں تھی، پھر نعت کا سلسلہ بند ہوا اور جنازہ کو کاندھا دینے کی تیاری شروع ہوئی، ۸؍ بجکر ۲۰؍ منٹ پر چاروں طرف سے گھر والوں نے سب سے پہلے کاندھا دیا جس میں خاص طور سے حضور تاج الشریعہ کے تمام داماد، حضور عسجد میاں اور ان کے داماد، خاندان کے کچھ افراد اور اعزہ واقربا شامل رہے، اس فقیر کو بھی انھیں کے ساتھ کاندھا دینے کا شرف حاصل ہوا، جنازہ اٹھتے ہی دیوانوں کی بھیڑ جمع ہو گئی اور اتنی تیزی سے کاندھا دینے کے لیے لوگ لپکے کہ دھکا مکی شروع ہو گئی۔ علامہ عسجد رضا خان صاحب کا ہاتھ جنازہ سے چھوٹ گیا اور جنازہ آگے بڑھ گیا، انھوں نے آواز لگائی کہ ''ارے بھائی مجھے بھی تو ساتھ لے لو'' پھر کچھ خدام کی مدد سے حضور عسجد میاں جنازہ تک پہنچے، از ہری گیسٹ ہاؤس کے مین گیٹ پر

چھوٹے ٹرک کے مثل ACE گاڑی کھڑی تھی، اسی پر جنازہ کو فریزر بیڈ کے ساتھ رکھنا تھا مگر یہ کام آسان نہ تھا، ایک ایک قدم آگے بڑھانے کے لیے سخت جد و جہد کرنا پڑتا تھا، بدن سے بدن چھل رہا تھا، کسی کی گردن دبی تھی، کسی کا ہاتھ پھنسا تھا، کسی کی ٹوپی گر رہی تھی، کسی کا چشمہ گر رہا تھا، اسی بھگدڑ میں حضور عسجد میاں کا عمامہ کھل گیا، ایک خادم نے بڑی مشکل سے اپنے ہاتھ میں عمامہ کو سنبھالا، ابھی جنازہ گاڑی کے پاس تھا کہ اس سے پہلے گاڑی پر جنازہ کو پکڑنے کے لیے حضور عسجد میاں، مولانا سلمان رضا، منسوب میاں، برہان میاں، مولانا عاشق حسین، سلمان حسن، حسام میاں گاڑی پر چڑھ گئے۔ جنازہ کافی مشقت کے بعد ۸/بجکر ۳۰/منٹ پر بہت احتیاط کے ساتھ گاڑی پر رکھا گیا اور اسی گاڑی پر چاروں طرف یہ افراد کھڑے ہو گئے، حضور عسجد میاں جنازہ کے سرہانے کھڑے ہوئے، ان کے بغل میں ان کے بیٹے حسام میاں کھڑے ہو گئے، گاڑی جنازہ لے کر چلی، لاکھوں عقیدت منداشک بار ہیں، آہ و بکا کی صدائیں بھی بلند ہو رہی ہیں، قیامت صغریٰ کا منظر ہے، عاشق رسول، نائب غوث الوریٰ، وارث علوم اعلیٰ حضرت کا جنازہ اشکوں کی برسات میں انسانوں کے ہجوم کو چیرتا ہوا دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگا، بڑی مشکل سے درگاہ اعلیٰ حضرت کی طرف جانے والی گلی سے نکل کر روڈ پر آیا، ہر طرف انسانوں کا سمندر، ہر طرف عاشقانِ مصطفیٰ کا ہجوم، انسانوں کے تلاطم خیز لہروں کو پھاڑتا ہوا سٹی سبزی منڈی، چوپلا، چوکی چوراہا، بٹلر پلازا، ایوب خان چوراہا ہوتے ہوئے ناولٹی چوراہا پہنچا، پھر وہاں سے بائیں مڑ کر اسلامیہ انٹر کالج کے سامنے پہنچا۔ درگاہِ اعلیٰ حضرت کی گلی میں کچھ دور میں بھی گاڑی کے پیچھے پیچھے چلتا رہا مگر اس قدر دھکا کھایا کہ کچھ ہی دیر میں ہوش ٹھکانے آگیا اور پھر گاڑی کے پیچھے چلنے کا نشہ اتر گیا، ایک دکان کی چھت کے نیچے کھڑا ہو گیا اور بھیڑ کے گزرنے کا انتظار کرنے لگا، کچھ دیر بعد جب راستہ چلنے کے لائق ہوا تو شارٹ کاٹ راستے سے اسلامیہ انٹر کالج پہنچ گیا، کالج کے اندر کا پورا میدان اور اس کی چھت آس پاس کے مکانوں کی چھتیں عاشقانِ تاج الشریعہ سے کھچا کھچ بھر چکی تھیں۔ اسلامیہ انٹر کالج کے بغل میں راجکیہ انٹر کالج ہے، پولیس نے اسے بھی کھلوا دیا تھا، وہ بھی عقیدت مندوں سے بھر چکا تھا، اسلامیہ انٹر کالج کے سامنے کا روڈ انسانوں سے اس طرح کھچا کھچ بھر چکا تھا کہ کہیں قدم رکھنے کی جگہ نہیں تھی، اسلامیہ انٹر کالج کے سامنے پولیس چوکی کے پاس مفتی افضال بریلوی ہاتھ میں مائک لے کر مجمع کو کنٹرول کر رہے تھے، میں بھی وہیں پہنچ گیا، پولیس نے پانچ ۵/کلومیٹر دور ہی تمام گاڑیوں، بسوں کو بیریکیٹس لگا کر روک دیا تھا، دھوپ کی شدت میں دیوانے بھوکے پیاسے اسلامیہ انٹر کالج کی طرف بڑھتے جا رہے تھے، مفتی افضال صاحب نے مائک مجھے دیا اور فرمایا کہ کچھ دیر آپ بھی بولیں، میں نے پچاسوں لاکھ مجمع کو خطاب کرتے ہوئے تقریباً پندرہ منٹ حضور تاج الشریعہ کی شان و عظمت اور ان کے فضائل و کمالات کو بیان کرنے کی کوشش کی، گرمی اور پیاس کی شدت سے بہت سے لوگ غش کھا کر گر رہے تھے جن کو اٹھا کر سایہ دار جگہ پر لایا جاتا اور پانی کا چھڑکاؤ کیا جاتا۔

۱۰/بجے نماز جنازہ کا وقت تھا مگر ہر طرف انسانوں کے ہجوم نے گاڑی کا راستہ روک رکھا تھا، ۱۰/بجکر ۲۰/منٹ پر جنازہ اسلامیہ انٹر کالج کے سامنے آگیا اور ڈرائیور اسلامیہ انٹر کالج کی طرف موڑنے لگا، چوں کہ اعلان یہی تھا کہ اسلامیہ انٹر کالج میں جنازہ ہوگا مگر کالج کے سامنے روڈ پر لاکھوں لاکھ مسلمان صف لگا کر کھڑے ہو چکے تھے اور کئی کلومیٹر تک صفوں کا سلسلہ متجاوز ہو چکا تھا، اب ایسی صورت میں اگر جنازہ اسلامیہ گراؤنڈ کے اندر ہوتا تو روڈ پر کھڑے لاکھوں لاکھ مسلمان امام سے آگے ہو جاتے اور تقدم علی الامام کے سبب ان کی نماز ہی نہ ہوتی، اس لیے حضور عسجد میاں اوپر سے چلانے لگے: ''گاڑی اندر مت لے جاؤ، گاڑی پولیس چوکی کے پاس لے چلو'' مگر اس ہنگامۂ محشر میں ان کی آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی، کچھ لوگوں نے حضرت عسجد میاں کی بات ڈرائیور تک پہنچائی اور پھر گاڑی اسلامیہ انٹر کالج کے سامنے پولیس چوکی کے پاس آکر کھڑی ہو گئی، ۱۰/بجکر ۳۰/منٹ پر جنازہ آگیا، زیادہ تر علما، سادات، اہل خاندان

اسلامیہ انٹر کالج کے اندر اس مقام پر کھڑے تھے جہاں جنازہ رکھنے کے لیے ٹینٹ لگا دیا گیا تھا، وہیں حضور محدث کبیر بھی خانوادۂ رضویہ کے ساتھ کھڑے تھے مگر جنازہ اندر نہ لے جا کر پولیس چوکی کے پاس لایا گیا، نماز جنازہ کیسے ہو؟ اس کی فکر شروع ہوئی۔

عقیدت مندوں کے ہجوم میں جنازہ گاڑی سے اتارنا اور پھر رکھنا سخت دشوار تھا، اس لیے برہان میاں اور کچھ دوسرے اہل خاندان نے مشورہ دیا کہ گاڑی پر ہی جنازہ رہے اور امام بھی گاڑی پر کھڑے کھڑے نماز پڑھا دیں، مگر سوال یہ پیدا ہوا کہ اس طرح نماز مکروہ تو نہیں ہوگی، کچھ دیر اس پر تبادلۂ خیال ہوتا رہا، پھر عسجد میاں کی نظر مجھ پر پڑی اور انھوں نے ہاتھ ہلا کر مجھ کو بلایا، بڑی مشکل سے میں گاڑی تک پہنچا اور گاڑی پر پاؤں رکھ کر اوپر چڑھا، حضرت عسجد میاں نے مجھ سے پوچھا کہ اس طرح نماز ہو جائے گی؟ اور کوئی کراہت تو نہیں ہوگی؟ میں نے کہا کہ ''حد امتیاز کے ساتھ امام کا مقتدیوں سے بلند مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے'' مولانا عاشق نے کہا ''اگر عذر کے سبب ایسا ہو تو کراہت نہیں'' مفتی افضال نے کہا کہ ''امام کے پیچھے گاڑی پر ایک صف لگا دی جائے تو نماز ہو جائے گی اور کراہت بھی نہ ہوگی'' برہان میاں نے فرمایا کہ ''صدر العلما علامہ تحسین رضا کی نماز جنازہ اسی طرح حضور تاج الشریعہ نے پڑھائی تھی، جنازہ ایک گاڑی پر تھا اور حضور تاج الشریعہ دوسری گاڑی پر کھڑے تھے اور ان کے پیچھے گاڑی پر ایک صف لگی تھی'' پھر یہی طے ہوا کہ جنازہ کو اتارنا اور رکھنا سخت حرجِ عظیم کا سبب ہے اس لیے جنازہ اسی طرح گاڑی پر رہے اور علامہ عسجد رضا صاحب دوسری گاڑی پر جو کہ اسی سے متصل تھی اور چھوٹے ٹرک کے مثل تھی، اس پر کھڑے ہو جائیں اور ان کے پیچھے اسی گاڑی پر ایک صف لگ جائے اور اسی طرح نماز پڑھائیں جس طرح حضور تاج الشریعہ نے علامہ تحسین رضا علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی، یہ طے ہونے کے بعد اعلان ہوا کہ نماز شروع ہونے جا رہی ہے، ہر طرف مکبرین کھڑے کر دیئے گئے اور علامہ عسجد رضا صاحب نے ۱۰/ بجکر ۵۰/ منٹ پر حضور تاج الشریعہ کی نماز جنازہ پڑھائی، نماز جنازہ کے بعد جنازہ والی گاڑی راستہ بدل کر بہاری پور دھالا ہوتے ہوئے درگاہ اعلیٰ حضرت کی طرف بڑھی، نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد کتنی تھی اللہ بہتر جانتا ہے، نیوز چینل ''آج تک'' نے ایک کروڑ پچیس لاکھ کی تعداد بتائی، واللہ اعلم۔

بریلی کینٹ، بریلی سٹی، ریلوے اسٹیشن، بریلی بس اڈہ تک انسانوں کا سمندر موجیں مار رہا تھا بلکہ بیان کرنے والوں نے یہ بھی بیان کیا کہ پورا بریلی انسانوں سے بھرا پڑا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں پولیس لگا دی گئی تھی مگر مجمع ان کے کنٹرول سے باہر تھا، پانچ، پانچ کلو میٹر دور تک صفیں لگی تھیں، ہر طرف انسانوں کا سیلاب، ہر چہار جانب انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر، جس طرف نگاہ اٹھتی سر ہی سر دکھائی دیتا، تاریخ اسلام کا یہ دوسرا جنازہ ہوگا جس میں اس قدر اژدہام کثیر دیکھا گیا، پہلا جنازہ امام احمد بن حنبل کا ہے جس میں ۲۵/ لاکھ مسلمانوں نے شرکت کی اور پورا بغداد نماز جنازہ پڑھنے والوں سے بھر گیا تھا اور اس جم غفیر کو دیکھ کر ۲۰/ ہزار کافروں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ کے خطبۃ الکتاب میں صفحہ: ۱۷/ پر امام احمد بن حنبل کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں ''**قال ابو زرعة: بلغني أن المتوكل أمر أن يمسح الموضع الذي وقف الناس فيه للصلوٰة عليه، فبلغ مقام الفى الف وخمس مأة الف ، واسلم يوم وفاته عشرون الفاً**''۔ امام ابو زرعہ نے فرمایا: کہ مجھے خبر پہنچی کہ متوکل نے اس میدان کی پیائش کا حکم دیا جس میں لوگ امام احمد بن حنبل کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تھے تو اس میں ۲۵/ لاکھ انسانوں کے کھڑے ہونے کی گنجائش نکلی اور ان کے وصال کے دن ۲۰/ ہزار کافروں نے اسلام قبول کر لیا۔ متعدد معتبر

ذرائع سے خبر ملی کہ حضور تاج الشریعہ کے جنازے کا منظر دیکھ کر کئی ہندوؤں نے اسلام قبول کر لیا اور کئی وہابیوں، دیوبندیوں نے اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کر لیا۔ جنازے والی گاڑی درگاہِ اعلیٰ حضرت پر ۱۲/ بجے پہنچ گئی اور ۱۲/ بجکر ۳۰/ منٹ پر تدفین کی کارروائی

منقبت در شان تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشیخ محمد اختر رضا خاں علیہ الرحمہ

نتیجہ فکر: مفتی محمد قمر الحسن بستوی ہیوسٹن امریکہ

وارث علم رضا جاتا رہا سنیوں کا مقتدا جاتا رہا
حجۃ الاسلام کے دل کا سکون نائب غوث الوریٰ جاتا رہا
جانشین مفتی اعظم تھا جو وہ فقیہ بے بہا جاتا رہا
وہ کہ جیلانی میاں کا عکس تھا رضویت کا آئینہ جاتا رہا
جو مکمل علم کی تفسیر تھا ہاں وہی علم آشنا جاتا رہا
زندگی بھر تھا عزیمت پر عمل شرع کا وہ پیشوا جاتا رہا
زہد میں وہ سلف کا کردار تھا متقی وپارسا جاتا رہا
جس کا چہرہ خود دلیل معرفت عارفوں کا رہنما جاتا رہا
پیکر عشق رسول پاک تھا عشق میں ہوکر فنا جاتا رہا

حق بیانی جس کا شیوہ تھا قمر
حیف کہ وہ حق نما جاتا رہا

☆☆☆

شروع ہو چکی تھی۔ مولانا عسجد رضا صاحب، مولانا سلمان رضا صاحب اور انجینئر برہان میاں قبر میں اتر چکے تھے۔ مولانا عاشق حسین کشمیری، سلمان حسن خان اور خادم محمد یوسف وغیرہ نے حضور تاج الشریعہ کا جسد پاک فریزر بیڈ سے اٹھا کر ان تینوں حضرات کو دیا اور چند منٹوں کے بعد علم وعرفان کا وہ سورج جو اپنی کرنوں سے پورے عالم کو منور کر رہا تھا ہمیشہ ہمیش کے لیے ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔ ؎

کیا خبر تھی موت کا یہ حادثہ ہوجائے گا
اس زمیں کی پستیوں میں آسماں سوجائے گا

منقبت

حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں علیہ الرحمہ

نتیجہ فکر: مفتی سید شہباز اصدق چشتی: خادم التدریس والافتاء، دارالعلوم قادریہ غریب نواز (لیڈی اسمتھ: ساؤتھ افریقہ)

اس کلام میں ''اختر رضا ازہری نوری'' کے ایک ایک حرف سے بالترتیب ہر مصرع کی ابتدا کی گئی ہے۔

ا انتخاب مصطفیٰ اختر رضا خاں ازہری
خ خوب رو نوری ادا اختر رضا خاں ازہری
ت تربتِ تاجِ شریعہ منبعِ انوارِ حق
ر رحمتِ حق کی ادا اختر رضا خاں ازہری
ر رہ روِ راہ طریقت نائبِ احمد رضا
ض ضیغمِ دین خدا اختر رضا خاں ازہری
ا اختر حق سے منور عالم اسلام ہے
ا اسم احمد کی ضیا اختر رضا خاں ازہری
ز زیب ہے تاج شریعت کو سیادت دین کی
ہ ہادی دین ہدیٰ اختر رضا خاں ازہری
ر راسخ علم و ولایت حامل اسرار ھو
ی یاد حق میں تھے فنا اختر رضا خاں ازہری
ن نائب غوث الوریٰ اور واقف علم رضا
و واقف سر خدا اختر رضا خاں ازہری
ر رند ہے شہباز اصدق آستانے کا شہا
ی یک نظر کن سوئے ما اختر رضا خاں ازہری

☆☆☆

حضورتاج الشریعہ: سواد اعظم کے قائد اعظم

طارق انور مصباحی (کیرلا)

بروز جمعہ بعد نماز مغرب 07:ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق 20:جولائی ۲۰۱۸ء کو وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، فخر ازہر، قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کی خبر ایک غیر متوقع حادثہ کبریٰ کی طرح ہندوستان بھر میں پھیل گئی، اور ہندوستان ہی کی طرح دنیا کے ان تمام ممالک اور بلاد وقصبات تک یہ خبر بہت تیزی کے ساتھ پھیلی، جہاں آپ کے متعلقین ومریدین وتلامذہ وخلفا آباد تھے۔ یہ وحشت اثر خبر پھیلتے ہی ہر چہار سمت غم وآلام کے بادل چھا گئے۔ زبانیں گنگ ہوگئیں، آنکھیں ساون بھادو کی طرح برسنے لگیں، قومی قائدین مستقبل کی فکر میں کھو گئے۔ اپنے ہر دلعزیز رہنما کے آخری دیدار کے لیے لوگ قافلہ در قافلہ بریلی شریف کی جانب روانہ ہوگئے، اور بریلی میں انسانوں کا سیلاب امڈ پڑا۔ اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کی اسلامی خدمات کو قبول فرمائے، اور ان کے درجات بلند فرمائے: آمین

22:جولائی ۲۰۱۸ء کو نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں شرکت کے لیے بے شمار ممالک سے علما وخواص وعوام مرکز اہل سنت بریلی شریف حاضر ہوئے۔ ہندوستان کی تمام ریاستوں سے کثیر تعداد میں مسلمانان اہل سنت شریک جنازہ ہوئے۔ نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد کتنی تھی؟ اس کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکا۔ شہر بریلی انسانوں سے بھر چکا تھا۔ سڑکوں پر، گلیوں میں ہر جگہ آمد ورفت میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ تجربہ کار رپورٹروں کو اتنا موقع نہ مل سکا کہ وہ گھوم پھر کر تعداد کا صحیح اندازہ لگاسکیں۔ باشندگان بریلی نے یہ بیان دیا کہ انسانوں کا اتنا بڑا قافلہ بریلی شریف میں کبھی نہیں اترا تھا۔ نماز جنازہ میں اتنی کثیر تعداد شریک ہوئی کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ نماز جنازہ میں شرکا کی کثرت تعداد بھی حقانیت وصداقت اور قبولیت عامہ کی واضح دلیل ہے۔

جمال الدین مزی (۶۵۴ھ-۷۴۲ھ) نے لکھا: {**عن عبد اللّٰہ بن احمد بن حنبل یَقُوْلُ، سمعت ابی یقول: قُوْلُوْا لِاَھْلِ الْبِدْعِ: بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ یَوْمَ الْجَنَائِزِ، قال ابو عبد الرحمٰن علٰی اثر ھذہ الحکایۃ انہ حزر الحزارون المصلین علٰی جنازۃ احمد فبلغ العدد بحزرھم الف الف وسبع مائۃ الف سوی الذین فی السفن**}

(تہذیب الکمال ج۱ص۴۶۷-مؤسسۃ الرسالۃ: بیروت)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ اہل بدعت کو کہو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان جنازہ کا دن (فیصلہ کن) ہے۔ ابوعبد الرحمٰن سلمی نے اس روایت کے بعد فرمایا کہ اندازہ لگانے والوں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کا اندازہ کیا تو تعداد سترہ لاکھ تک پہنچ گئی، ان لوگوں کے علاوہ جو (پانی میں) کشتیوں میں تھے۔

30:اگست ۲۰۱۸ء مطابق 18:ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ کو جامعۃ دراسات الرضا (بریلی شریف) میں عرس چہلم ہے۔ عرس چہلم کے موقع پر ہندوستان بھر سے دو درجن سے زائد خاص نمبر حضور تاج الشریعہ کی حیات وخدمات سے متعلق شائع ہورہے ہیں۔ یہ بھی ایک تاریخ ساز مرحلہ ہے۔ کسی عظیم فرد کی وفات پر بیک وقت اتنے خصوصی مجموعے شائع ہوتے ہم نے کبھی نہ دیکھا تھا، نہ کبھی سنا تھا۔

حیات مستعار کا اجمالی خاکہ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان بروز منگل 14: ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق 23: نومبر ۱۹۴۲ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ بروز جمعہ بعد نماز مغرب 7 0: ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق 20: جولائی ۲۰۱۸ء کو واصل الی اللہ ہوئے: اناللہ وانا الیہ راجعون

جب آپ کی عمر چار سال، چار ماہ، چار دن ہوئی تو آپ کے والد ماجد حضور مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں (م ۱۹۶۵ء) نے بسم اللہ خوانی کی تقریب منعقد کی۔ جامعہ منظر اسلام (بریلی شریف) کے تمام طلبہ کو دعوت دی گئی۔ رسم بسم اللہ خوانی تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں انجام پائی۔ حضور تاج الشریعہ نے ناظرۂ قرآن مجید اپنی والدہ ماجدہ سے گھر پر ہی مکمل فرمایا۔ اردو کی ابتدائی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں۔ درس نظامی کی تکمیل جامعہ منظر اسلام (بریلی شریف) سے کی ۱۹۶۳ء میں جامع ازہر (مصر) میں داخل ہوئے۔ وہاں "کلیۃ اصول الدین" میں تین سال تک تعلیم حاصل فرمائی۔ ۱۹۶۶ء مطابق ۱۳۸۶ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ جامع ازہر میں اپنے کلاس میں اول پوزیشن حاصل کرنے کی وجہ سے آپ کو "جامع ازہر ایوارڈ" سے سرفراز کیا گیا۔

۱۹۶۷ء میں تدریسی زندگی کا آغاز جامعہ منظر اسلام (بریلی شریف) سے کی۔ ۱۹۷۸ء میں آپ جامعہ منظر اسلام کے صدر مدرس اور رضوی دارالافتا کے صدر مفتی مقرر کیے گئے۔ کثرت مشاغل کے سبب ۱۹۸۰ء میں جامعہ منظر اسلام سے مستعفی ہوگئے۔ آپ طویل مدت تک "رضا جامع مسجد" بریلی شریف میں امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ تبلیغی سفر کی کثرت کے سبب یہ خدمت موقوف ہوگئی۔

تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری قدس سرہ العزیز طویل مدت تک حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں فتویٰ نویسی کرتے رہے۔ ۱۹۶۶ء میں جامع ازہر (مصر) سے فراغت ہوئی۔ فراغت کے بعد ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء سے آپ نے حضور مفتی اعظم ہند کے دارالافتا میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کے وصال سال ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۹۸۱ء تک اسی دارالافتا سے منسلک رہے۔ اس طرح آپ تقریباً سولہ سال تک حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کرتے رہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کے کچھ دنوں بعد اپنے کاشانہ مبارکہ پر ہی "مرکزی دارالافتا" قائم فرمایا اور فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دیتے رہے۔ یہ سلسلہ آپ کے وصال تک جاری رہا۔ آپ اردو، عربی اور انگریزی میں فتاویٰ تحریر فرماتے تھے۔ آپ ہندوستان کے تنہا مفتی تھے، جن کے فتاویٰ تین زبانوں میں ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے بچپن ہی میں آپ کو بیعت کا شرف عطا فرمادیا تھا، پھر 1 9: سال کی عمر میں 8: شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق 15: جنوری ۱۹۶۲ء کو تمام سلاسل طریقت کی خلافت واجازت عطا فرمائی۔ آپ کو برہان ملت حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری، سید العلما حضرت سید شاہ آل مصطفےٰ برکاتی مارہروی، احسن العلما حضرت سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن برکاتی مارہروی، والد ماجد مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں قادری علیہم الرحمۃ والرضوان سے بھی سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی دختر نیک اختر کے ساتھ 03: نومبر ۱۹۶۸ء مطابق شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ کو بروز اتوار محلّہ کانکر ٹولہ، شہر کہنہ بریلی شریف میں عقد نکاح ہوا۔ آپ کے ایک فرزند صاحب سجادہ حضرت مولانا عسجد رضا خاں قادری ناظم جامعۃ دراسات الرضا (بریلی شریف) ہیں اور پانچ صاحبزادیاں ہیں۔

شہزادۂ گرامی "آل انڈیا تحریک رضائے مصطفےٰ" کے صدر بھی ہیں، اور اب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے جانشیں بھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ دین وسنیت کو استحکام عطا فرمائے: آمین

حضور مفتی اعظم ہند کی جانشینی

حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں نوری قادری (۱۳۱۰ھ-۱۴۰۲ھ-۱۸۹۲ء-۱۹۸۱ء) نے حضور تاج الشریعہ سے بہت سی امیدیں وابستہ کی تھیں۔ آپ فرمایا کرتے:

''اس لڑکے (تاج الشریعہ علامہ ازہری) سے بہت امید ہے''۔

دارالافتا کی ذمہ داری حضرت علامہ ازہری کو سپرد کرتے وقت حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا: ''اختر میاں! اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے، کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ اب تم اس کام کو انجام دو، میں تمہارے سپرد کرتا ہوں''۔

حاضرین وسائلین سے مخاطب ہوکر آپ نے فرمایا:

''آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں۔ انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشیں جانیں''۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضور تاج الشریعہ کو تحریری طور پر اپنا جانشیں بنا دیا تھا۔ اس تحریر کی نقل مندرجہ ذیل ہے۔ بعض الفاظ صاف پڑھنے میں نہیں آتے۔ وہ خط کشیدہ ہیں۔

۷۸۶

۹۲

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء وجمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ الطیبین وصحبہ الطاھرین اجمعین وبارک وسلم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین:

میں اختر میاں سلمہ کو قائم مقام کرتا ہوں۔ مولیٰ اس میں برکت دے اور بہت اچھا علم عطا فرمائے۔

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین.

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ ۲۶/شوال ۱۳۹۶ھ

حضرت خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں بختیار کا کی رہے تو قطب الاقطاب بن گئے۔ بختیار کا کی کے دربار میں فریدالدین گنج شکر رہے تو مرجع الاولیا بن گئے، یعنی بڑوں کی صحبت میں رہنے والا بھی بڑا عظیم ہوجاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں مولانا مصطفیٰ رضا رہے تو مفتی اعظم بن گئے۔ مفتی اعظم کی خدمت میں مولانا اختر رضا رہے تو تاج الشریعہ بن گئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

مختلف زبانوں میں تحریر وتقریر

آپ متعدد زبانوں میں تحریر وتقریر میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ استاذ رفیع الدرجات محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری (گھوسی) دام ظلہ القوی تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے۔ زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے۔ جس پر آپ کی اردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔ آپ کے برجستہ اور فی البدیہ نعتیہ اشعار فصاحت وبلاغت، حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاد کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔

عربی کے قدیم وجدید اسلوب پر آپ کو ملکہ راسخ حاصل ہے۔ آپ کی خطابت وشاعری اور اردو ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے ادبی کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے۔ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست ونزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے، اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس ہی نہیں ہوتا۔ یہ واقعہ میرے سامنے ہی کا ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سنے تو بہت محظوظ ہوئے اور اس کی نقل کی فرمائش بھی کر ڈالی۔

میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر ووعظ کرتے دیکھا ہے، اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں سنی ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے''۔

(تجلیات تاج الشریعہ: ص ۴۷- رضا اکیڈمی ممبئی)

مولانا شہاب الدین رضوی نے لکھا: ''تاج الشریعہ کو اللہ تعالیٰ نے کئی زبانوں پر مکمل دسترس عطا فرمائی ہے۔ عربی، فارسی اور اردو میں جہاں بہترین ادیب نظر آتے ہیں تو وہیں دوسری طرف انگریزی زبان پر بھی آپ کو مکمل عبور حاصل ہے۔ آپ نے اسلامیہ انٹر کالج بریلی میں معمولی ہندی اور انگریزی پڑھی تھی، مگر خداداد ذہانت وفطانت کی وجہ سے آپ نے انگریزی میں بھی کمال حاصل کیا۔ ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبابوے، ہرارے، موریشس، جرمن، فرانس، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ، کناڈا وغیرہ وغیرہ ممالک کی بین الاقوامی کانفرنس میں انگریزی میں خطاب فرماتے ہیں۔ انگریزی میں آپ نے سیکڑوں فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں۔ حضرت نے انگریزی میں سب سے پہلا فتویٰ 07: محرم الحرام ۱۴۱۲ھ/ 20: جولائی ۱۹۹۱ء کو الحاج ہارون تار رضوی (لیڈی اسمتھ: ساؤتھ افریقہ) کے استفتا کے جواب میں تحریر فرمایا جو دارالاسلام اور دارالحرب میں مسلم وذمی کافر سے متعلق ہے۔ انگریزی فتوے کے دو مجموعے ڈربن (ساؤتھ) سے شائع ہو چکے ہیں''۔

(حیات تاج الشریعہ: ص ۷۸)

بیرون ممالک کے تبلیغی اسفار

آپ نے دنیا کے بیش تر ممالک کے دورے فرمائے۔ ماہنامہ سنی دنیا شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء میں ہے۔

''ہندو بیرون ہند میں کروڑوں کی تعداد میں مریدین ومتوسلین، سیکڑوں کی تعداد میں خلفا، ہزاروں کی تعداد میں تلامذہ ہیں، جو بر اعظموں کے مختلف ممالک میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ آپ براعظم، ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا وغیرہا کے متعدد ممالک میں تبلیغی دورے فرماتے ہیں''۔

آپ سال ۲۰۰۹ء میں مصروشام کے دورے پر گئے۔ عرب ممالک کے بے شمار علمائے کرام ومشائخ عظام سے ملاقات ہوئی۔ بہت سے علمائے عرب کو آپ نے خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ ہندو بیرون ہند میں آپ کے خلفا وتلامذہ کی ایک طویل تعداد ہے۔

دنیا بھر کے سنی مسلمانوں سے ربط وتعلق کی ضرورت

سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے وابستگان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جب ربط باہمی کے زیادہ وسائل نہیں تھے، تب دنیا بھر کے اہل سنت وجماعت کسی نہ کسی طرح ایک دوسرے سے آشنا اور کچھ نہ کچھ ربط وتعلق رکھتے تھے۔ آج ذرائع ووسائل بہت زیادہ ہو گئے۔ دور سے دور ممالک تک بذریعہ فلائٹ چند گھنٹوں میں پہنچا جا سکتا ہے۔ موبائل، انٹرنیٹ، الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا وسوشل میڈیا کے ذریعہ چند لمحوں میں اپنی بات ساری دنیا میں پہنچائی جا سکتی ہے، یا کسی سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت حال میں دنیا بھر کے اہل سنت وجماعت کا باہمی ربط وتعلق انتہائی آسان ہو جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی مختلف کتابوں اور فتاویٰ پر اس عہد کے علمائے عرب کی تصدیقات وتقریظات ہیں، مثلاً الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ، فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین، حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین وغیرہ پر علمائے عرب کی تائیدات وتصدیقات موجود ہیں۔ ان علمائے کرام کے وابستگان ومتعلقین، تلامذہ ومعتقدین کچھ نہ کچھ موجود ہوں گے۔ ہمیں ان سے رابطہ کر کے دنیا بھر کے سواد اعظم کے مابین ربط باہمی کو فروغ دینا چاہئے۔ غیروں نے تو ان لوگوں کو قتل کرانے کی کوشش کی، جنہوں نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ القوی کے فتاویٰ کی تصدیق کی تھی۔ ایسی صورت میں ہمیں اپنے تعلق والوں سے تعلقات کو تازہ کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت شیخ شفیع میاں ابن شیخ سید میاں علوی قادری، ساکن ماتر کھیڑہ گجرات نے حسام الحرمین کی تصدیق کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

''افسوس اور ہزار افسوس کہ وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ حسام الحرمین شریف کے مقرظین ومصدقین میں سے جو باقی تھے، یا ان کی اولاد میں سے بچے رہ گئے تھے، ان کو اس بڑھوتی عمر میں خلیل احمد انبیٹھوی علیہ ما یستحقہ نے جا کر اپنے آقائے نعمت ابن سعود مردود

سے کہہ کر شہید کرادیا: انا للّٰہ و انا الیہ راجعون–واشد مقت اللّٰہ علیٰ کل کافر ملعون''.

(الصوارم الہندیہ ص ۱۱۷- دارالعلوم رضائے خواجہ: اجمیر شریف)

پندرہویں صدی کے مجدد کون؟

انتالیس کا عدد بھی بہت عجب رنگ دکھلا رہا ہے۔ تیرہویں صدی ہجری کے مجدد حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (۱۱۵۹ھ-۱۲۳۹ھ) تیرہویں صدی کے انتالیسویں سال میں 07: شوال المکرّم (۱۲۳۹ھ) کو واصل الی اللہ ہوئے۔ چودھویں صدی کے مجدد امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (۱۲۷۲ھ-۱۳۳۹ھ) کی وفات چودہویں صدی کے انتالیسویں سال میں 25: صفر المظفر (۱۳۳۹ھ) میں ہوئی۔ حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری (۱۳۶۱ھ-۱۴۳۹ھ-۱۹۴۲ء-۲۰۱۸ء) کا وصال پندرہویں صدی کے انتالیسویں سال میں 07: ذی قعدہ (۱۴۳۹ھ) کو ہوئی۔ اول الذکر دونوں بزرگوں کو ساری دنیا مجدد تسلیم کرتی ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان (۱۸۹۲ء-۱۹۸۱ء) کو پندرہویں صدی کا مجدد کہا گیا ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے اپنے عہد میں مذہب اسلام کی شاندار خدمات انجام دی ہیں، اس لیے مجددین کی فہرست میں ممدوح گرامی کی شمولیت قابل تسلیم ہونی چاہئے۔ راقم الحروف نے اپنے رسالہ ''منصفانہ جائزہ'' (مطبوعہ: مئی ۲۰۱۴ء) میں لکھا:

''حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ علمائے ہند میں سرتاج فقہائے احناف، عربی زبان کے ماہر مترجم وانشا پرداز، جزئیات فقہیہ واصول وقواعد فقہیہ میں وسیع الادراک، عربی نظم نویس ونثر نگار، فنون ادبیہ میں حجۃ الاسلام کی یادگار، علوم حدیث میں رفیع المرتبت، انگریزی زبان میں مہارت اور تادیر خطاب کی قدرت، مرجع الافاضل، خیر الاماثل، اتباع سنت وزہد واتقا میں بے نظیر یعنی مفتی اعظم ہند کی زندہ تصویر، متصلب سنی، دنیا سے بے نیاز، بلاخوف وخطر حق گوئی ان کا نشان امتیاز، اتباع اسلاف میں یکتائے زمانہ، حزم واحتیاط میں منفرد ویگانہ، ان کے اقوال نفسیات کی پیداوار نہیں، بلکہ مبنی بر حقائق واخبار، شریعت وطریقت کے مجمع البحرین، مرجع الطرفین وسید الحزبین، بعض فتاویٰ سے رجوع بطیّب خاطر، یہ حق پسندی کی دلیل ظاہر، دوصدیوں میں علوم شرعیہ کے خادم و ناشر، بالیقین ثم بالیقین مجدد صدی حاضر: واللہ تعالیٰ اعلم''۔ (تحریک دعوت اسلامی کا منصفانہ جائزہ: ص ۱۹- مخدوم فقیہ اسماعیل سکری اکیڈمی بھٹکل)

میں نے دوسرے رسالہ میں لکھا: ''یہ علماوامرا کا خانوادہ ہے۔ امام اہل سنت کے آباواجداد بھی عالم تھے، اوران کے فرزندان واحفاد واسباط میں بھی بہت سے جلیل القدر علما ہوئے۔ مجدد موصوف کے صاحبزادگان حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں (۱۲۹۲ھ-۱۳۶۲ھ) ومفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں (۱۸۹۲ء-۱۹۸۱ء) اپنے عہد میں مرجع خلائق تھے۔ عہد حاضر میں مجدد ممدوح کے احفاد میں سے تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری دام ظلہ العالی علم وفضل اور زہد وورع میں فائق الاقران ہیں۔ ان کے علم وفضل کا شہرہ اور دینی خدمات کا غلغلہ ہر چہار جانب ہے۔ ان کی حق گوئی وحق شناسی نشان منصب تجدید ہے۔ ان کی قبولیت ومحبت اور شہرت وعظمت قابل دید ہے۔ موصوف جہاں کہیں جلوہ افروز ہوئے ہیں، تاحدنگاہ پروانوں کا ایک طویل وعریض مجمع لگ گیا ہے۔ اس گھرانے کا ہرایک فرد بےنظیر و بےمثال ہے۔

ایں سلسلہ از طلائے ناب است ایں خانہ ہمہ آفتاب است

(خواجہ باقی باللہ نقشبندی دہلوی)

(امام احمد رضا کے پانچ سو باسٹھ علوم وفنون ص ۲۶)

کیا حضور تاج الشریعہ علامہ ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان پندرہویں صدی کے مجدد ہیں؟ علمائے کرام کی تحریروں میں جواب تلاش کیا جائے۔ ہم نے اپنا نظریہ پیش کردیا ہے۔ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کی خدمات دینیہ اوران کے ذاتی اوصاف وکمالات ہمارے نظریہ کی تائید کرتے نظر آتے ہیں: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

حضور تاج الشریعہ داعیِ عرب وعجم

مفتی غلام جیلانی ازہری (خلیفۂ تاج الشریعہ) کھنڈوہ مدھیہ پردیش

دعوتی سفر:

خانوادۂ رضا میں سب سے زیادہ آپ نے سفر فرمایا، تمام اسفار میں ایک مقصد مشترک تھا ''مسلک اعلی حضرت کا تعارف'' حضور تاج الشریعہ کا سفر چاہے مرید کرنے کے لیے ہو یا نکاح پڑھانے کے لیے، مناظرہ کے لیے ہو یا جلسہ و کانفرنس کے لیے یہ ضرور ارشاد فرماتے تھے کہ مسلک اعلی حضرت ہی سچا مذہب ہے۔ شام، یمن، عراق، ترکی افریقہ، سعودیہ، دبئی، ماریشش، لنڈن، پاکستان اور سری لنکا وغیرہا نے بارہا آپکی قدم بوسی کی ہے۔

حضور تاج الشریعہ مصر میں:

۴رمئی ۲۰۰۹ء کی بات ہے جب طلبہ ازہر میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ کل حضور تاج الشریعہ کی تقریر ہوگی، یہ پروگرام کلیۃ الدعوۃ کے اے سی ہال میں تھا، جب میں جلسہ گاہ میں گیا تو ایک پوسٹر پر نظر پڑی جو دیوار پر چپکا ہوا تھا، جس میں لکھا تھا ''ممنوع التصویر'' یعنی حضور تاج الشریعہ کی ذات آج بھی تصویر کی حرمت کی قائل ہے، لہٰذا کوئی صاحب فوٹو نہ لیں، مگر حسن کو دیکھ کر کون عاشق بے قابو نہیں ہوتا، جوں ہی حضرت پروگرام ہال میں تشریف لائے طلبہ نے فوٹو لینا شروع کردیا، فوراً نقیب جلسہ نے اعلان کیا: **ایھا المتعلمون لاتتصوروا فان التصویر عند الشیخ حتی الآن حرام** ۔ برائے مہربانی آپ لوگ فوٹو نہ لیں کیونکہ حضور تاج الشریعہ کے یہاں تصویر کشی آج بھی حرام ہے،

یہ اعلان سنکر تمام طلبۂ ازہر رک گئے، ہال میں دائیں بائیں کرسیوں پر ازہر یونیورسٹی کے بڑے بڑے مفتی اور ڈاکٹر بیٹھے ہوئے تھے، بیچ والی کرسی حضور تاج الشریعہ کے لیے خالی تھی، آپ نہایت ہی عالمانہ وقار اور داعیانہ شان وشوکت کے ساتھ جلوہ افروز ہوتے ہیں فصحائے مصر اور علمائے ازہر کی موجودگی میں فصیح عربی میں تقریر فرماتے ہیں، میں اس سوچ میں غرق ہوگیا کہ ان کی عربی کا یہ حال ہے تو اعلیٰ حضرت کی عربی کا کیا حال ہوگا!

حضور تاج الشریعہ صاحب علم لدنی تھے:

یہ بھی مصر کی بات ہے ۲۰۰۹ء میں میں نے مرکز فجر جوائن کیا، یہ قاہرہ میں سلفیوں کا عربی کوچنگ سنٹر ہے۔ کرتا پاجامہ دیکھ کر سلفی ٹیچر سمجھ گیا کہ غلام جیلانی صوفی ہے۔ سلفی ٹیچر نے کہا: **یا غلام هل لدیک رجل صاحب العلم اللدني** ، غلام جیلانی تمہاری نظر میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کے پاس علم لدنی ہو؟

قلت :نعم ، میں نے کہاہاں ہے نا، (گفتگو عربی میں ہورہی تھی) سلفی ٹیچر نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ میں نے بتایا کہ (علامہ) اختر رضا ازہری ہیں۔ اس نے پوچھا کہ تم کو کیسے پتہ چلا؟ میں نے بتایا کہ وہ مغربی ملک میں اردو میں تقریر کررہے تھے، لوگوں نے کہا: حضور ہم اردو نہیں جانتے برائے مہربانی انگلش میں خطاب فرمایئے، حضور تاج الشریعہ نے تھوڑی دیر غور وفکر کیا، اس کے بعد فصیح و بلیغ انگلش میں تقریر فرمائی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور تاج الشریعہ کے پاس علم لدنی ہے۔ سلفی ٹیچر نے کہا: **ممکن هو اخذ لغة انجیلیزیة**۔ ہوسکتا ہے انہوں نے انگلش پڑھا ہو۔ میں کہا کہ انہوں نے اس سے پہلے کبھی اس انداز میں تقریر نہیں فرمائی کسی بھی زبان کا پڑھنا اور ہے اور بولنا اور، اچانک اس طرح تقریر فرمانا یہ علم لدنی کو بتاتا ہے۔ یہ سنکر سلفی ٹیچر خاموش ہوگیا (یہ واقعہ ناچیز نے علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی کتاب میں پڑھا ہے۔ نام فی الوقت یاد نہیں ہے)

حضور تاج الشریعہ کی حق گوئی:

پور بندر گجرات میں آپ اکثر دورہ فرمایا کرتے تھے، میری نظر میں یہ گجرات کا واحد ایسا شہر ہے جہاں کے باشندے سب کے سب سنی ہیں۔ ۲۰۰۰ء سے ۲۰۰۳ء تک ناچیز خود ''دار العلوم غوث اعظم'' میں زیر تعلیم تھا۔ مجھے کچھ معتبر لوگوں نے بتایا جو وہاں جلسہ میں موجود تھے، جلسہ شباب پر تھا، دوران تقریر ایک مقرر نے کہا: اشرفیہ مبارک پور صلح کلی ہو چکا ہے، وہاں اب چندہ نہ دیں۔ جب حضور تاج الشریعہ نے خطاب فرمانا شروع کیا تو علی الاعلان فرمایا: اشرفیہ کل بھی ہمارا تھا، آج بھی ہمارا ہے اور کل بھی ہمارا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

ایسے ہی ممبئی میں تقریر کے دوران ایک مشہور خطیب نے کہا: اصلی سید وہ ہے جن کی رگوں کے خون سے اعلی حضرت کی محبت کی بو آتی ہو۔ جب حضور تاج الشریعہ کے پاس مائک آیا تو آپ نے فرمایا: انھوں نے (خطیب) جو کہا ہے اس کے ذمہ دار یہ خود ہیں، میں اس سے بری ہوں۔ حضور تاج الشریعہ پر اللہ کا خصوصی فضل تھا، آخری عمر تک آپ کی موجودگی میں کوئی خلاف شرع کام کر کے آپ کی خاموشی کو رضا کا نام دے کر ناجائز فائدہ نہیں اٹھا پاتا تھا۔

دخول کعبہ پر اعتراض اور اس کا جواب:

ار شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۰ر جون ۲۰۱۳ء بروز پیر ۶ بج کر ۵ منٹ پر آپ کعبہ شریف کے اندر داخل ہوئے (تاج الشریعہ ایک جامع کمالات شخصیت) میری نظر میں ہندوستان میں ۱۵ ویں صدی ہجری کی یہ واحد شخصیت ہے جسے اللہ نے اپنے گھر کا مہمان بنایا بالاسور اڑیسہ میں ہر سال بڑی دھوم دھام سے محرم کے موقع پر لوگ یاد حسین کانفرنس مناتے ہیں۔ ۲۰۱۵ء میں ناچیز اس کا خصوصی خطیب تھا، ساتھ ہی مفتی ال مصطفے جامعہ امجدیہ گھوسی بھی تھے، ایک مجلس میں مفتی صاحب سے استفادہ کا سلسلہ چل رہا تھا، اسی درمیان ایک صاحب تشریف لائے اور کہا: کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کا غسل کعبہ کے لیے جانا یہ بدعقیدہ کی دعوت قبول کرنا ہے۔ لہٰذا اس کا جواب آپ پروگرام میں دیں۔ مفتی صاحب نے پروگرام میں جواب دیتے ہوئے فرمایا: یہ حکومتی معاملات ہے نہ کہ بدعقیدہ سے موالات، اور ایسے موقع پر محض اکتسابِ فیض اور بیت اللہ سے برکت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ بے جا اکابرین کی برائی کرنا یہ غیر مناسب ہے۔

حضور تاج الشریعہ ولی ہیں:

ناچیز اڑیسہ کے ایک عرس میں بحیثیت خطیب شامل ہوا، وہاں کے ایک مشہور اور مناظر سنی عالم دین نے میرے سامنے ایک مضمون پیش کیا، یہ کہتے ہوئے کہ اس پر آپ تائیدی دستخط کریں یا پھر تبصرہ کریں۔ مضمون میں یہ دعویٰ تھا کہ علامہ اختر رضا ولی نہیں ہے، اور دلیل یہ تھی ان اولیاء ہ الا المتقون (انفال: ۳۴) ترجمہ: اس کے اولیا تو پرہیز گار ہی ہیں اور چونکہ علامہ اختر رضا ازہری پرہیز گار نہیں ہے، کیونکہ وہ امیروں کے یہاں جاتے ہیں، غریبوں کے یہاں نہیں جاتے، لہٰذا وہ ولی نہیں ہوسکتے۔ ناچیز نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ تب مناظر صاحب نے فرمایا: پھر تبصرہ کریں، ہم کھلے ذہن کے ہیں حق بات قبول کرتے ہیں۔ ناچیز نے کہا: حضور آپ علم و عمل، عمر اور نسب میں افضل و اعلی ہیں میں کچھ نہ بولوں تو بہتر ہے، مگر مناظر صاحب نہ مانیں پھر اصرار کیا کہ آپ یا تو دستخط کریں یا تبصرہ کریں، اب ناچیز نے بولا: حضور آپ کا دعویٰ ہے کہ تاج الشریعہ ولی نہیں ہیں اور دلیل ہے ان اولیاء ہ الا المتقون، جبکہ قرآن شریف سورہ بقرہ آیت نمبر ۲ میں ہے ھدی للمتقین، ترجمہ: یہ قرآن ہدایت ہے متقیوں کے لیے، خزائن العرفان میں اس آیت کے ضمن میں متقیوں کی سات قسمیں کی ہیں،

۱۔ کفر سے بچنے والا ۲۔ بدمذہبی سے بچنے والا ۳۔ گناہ کبیرہ سے بچنے والا ۴۔ گناہ صغیرہ سے بچنے والا ۵۔ شبہات سے بچنے والا ۶۔ شہوات سے بچنے والا ۷۔ غیر کی طرف التفات سے بچنے والا (خزائن العرفان ص ۴)۔

تو حضور یہ بتائیں کہ ان اولیاء ہ الا المتقون میں جو متقی ہے اس سے آپ نے کون سی قسم مراد لی ہے؟ اگر ساتویں تو ہم چھٹے

کے حساب سے ان کو ولی مانتے ہیں، اور اگر آپ نے چھٹی قسم مراد لی ہے تو ہم پانچویں کے حساب سے ان کو ولی مانتے ہیں۔ اور حضور تاج الشریعہ کو کافر تو (معاذ اللہ) آپ بھی نہیں مانتے، لہٰذا وہ متقی کی پہلی قسم میں داخل، یہ دلیل آپ ہی نے پیش کی ہے: **اِنْ اولیــــــاء ہ الا المتقون**، تو آپ ہی کی پیش کردہ آیت سے ثابت ہوا کہ حضور تاج الشریعہ ولی ہیں۔ چونکہ وہ سنی عالم تھے اور ناچیز کی بات بھی مدلل تھی اس لیے وہ مان گئے **بقولہ تعالی انما یستجیب الذین یسمعون** (انعام:۳۶) مانتے وہی ہیں جو سنتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کا تقوی:

۱۷؍رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۵؍اپریل ۲۰۱۸ء کو بعد نماز مغرب عرس حسینی سے ایک دن پہلے ناچیز اپنے شیخ حضور محدث کبیر کی معیت میں کاشانۂ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ پھاٹک محلّہ سوداگران بریلی شریف میں حاضر ہوا۔ میں نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور محدث کبیر نہایت ہی عاجزی کے ساتھ پیر و مرشد حضور تاج الشریعہ کی دست بوسی کے ساتھ ہی شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد میاں کی بھی دست بوسی کی، اس وقت ناچیز نے اپنے شیخ سے یہ سیکھا کہ پیر گھرانے کا بچہ بچہ بھی قابل تعظیم ہوتا ہے، جبکہ اس سے چند سال قبل جامعۃ الرضا میں میں نے دیکھا کہ علامہ صاحب حضور تاج الشریعہ کی تعظیم میں کھڑے ہیں اور حضور تاج الشریعہ علامہ صاحب کی تعظیم میں کھڑے ہیں، اس سے بارگاہ تاج الشریعہ میں علامہ صاحب کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے، بہر حال نمکین اور چائے سے علامہ صاحب کے صدقے میں ہماری ضیافت ہوئی، ساتھ میں مولینا ابو یوسف ازہری بھی تھے، بعدہ میرے شیخ نے علامہ عسجد میاں سے ناچیز کا تعارف کرایا اور خلافت کی درخواست کی، وہ ایک ایسا لمحہ تھا جہاں سے انسان کی زندگی کروٹیں لیتی ہے، مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میں فنا اور بقا کے درمیان کھڑا ہوں، میری تقدیر لباس جسم میں باہر آنے والی ہے، علامہ عسجد میاں درخواست کو حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور حضور تاج الشریعہ ناچیز کے سر کو خلافت و اجازت کے تاج زریں سے مزین کر دیتے ہیں، وہ شب میری زندگی کی شب معراج تھی، پھر اس کے بعد ناچیز نے یہ نہیں سنا کہ حضور تاج الشریعہ نے کسی کو خلافت دی ہے، اس حیثیت سے ناچیز حضور تاج الشریعہ کا آخری خلیفہ ہے، فالحمد للہ علی ذلک، خلافت کی رات عشا کی نماز ہم لوگوں نے حضور تاج الشریعہ کے کاشانہ پر ہی ادا کی، آپ نے بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا فرمائی، جب علامہ عسجد میاں جماعت سے نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے تو ہم نے یہ عجیب منظر دیکھا کہ حضور تاج الشریعہ نے جماعت کھڑی ہونے سے پہلے علامہ عسجد میاں کے چہرے پر ہاتھ پھیرا، غالبا آپ نے اپنے اطمینان قلب کے لیے یہ کیا، بعد جماعت ہم لوگ سنن و نوافل میں مشغول ہو گئے، جبکہ حضور تاج الشریعہ علامہ عسجد میاں کی اقتدا میں نوافل بھی جماعت کے ساتھ پڑھ رہے تھے، میں یہ سوچ رہا تھا کہ جو شریعت کے تاج ہوں وہ شریعت کے خلاف کیسے کر سکتے ہیں، اصل مسئلہ جاننے کے لیے بیقرار تھا، جب ازہری گیسٹ ہاؤس میں اپنے شیخ حضور محدث کبیر سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تداعی کے ساتھ نہیں ہے نا، یعنی نفل کی جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے، تداعی کی مقدار تین سے زیادہ ہے اور یہاں تین سے کم تھے، ناچیز نے یہ بحث درس نظامی میں ضرور پڑھا تھا مگر عملی شکل میں دیکھا نہیں تھا، میرے شیخ نے یہ بھی فرمایا: اگر تم لوگ نہیں ہوتے تو میں بھی شریک جماعت ہو جاتا۔ یہ ہے حضور تاج الشریعہ کا تقویٰ، اس عمر میں جبکہ انسان تلفظ پر پوری طرح قادر نہیں ہوتا ہے، تب بھی اس کی انفرادی نماز ہو جاتی ہے، مگر ''قراۃ الامام لہ قراۃ'' کے تحت امام کی قرات سے اپنی نماز کی فرض قرات کو ادا کرنا، فرائض و نوافل میں بھی جماعت کی پابندی کرنا یہ تقویٰ نہیں تو اور کیا ہے۔

غلام جیلانی ازہری فاضل جامع ازہر مصر
خلیفہ تاج الشریعہ
جامعہ سنیہ ناگچون کھنڈوہ ایم. پی.
موبائل نمبر 9009019530

حضورتاج الشریعہ اورفروغِ علم دین

مولانا محمد ابوہریرہ رضوی مصباحی (رام گڑھ: جھارکھنڈ)

عالم اسلام کی عبقری شخصیت حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے ''فروغ علم دین'' کومیں نے اپناموضوع تحریر بنایا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخرعلم وفن کے کن کن پہلوؤں کا جائزہ لوں اور کن کونظر انداز کروں؟

شکار ماہ یا تسخیر آفتاب کروں
میں کس کوترک کروں کس کاانتخاب کروں

باتیں زیادہ، صفحات کم ہیں۔ کائنات علم کو آخر مٹھی میں بند کون کرسکتا ہے اور وہ بھی اس وقت جب کہ ممدوح کے گھر کا بچہ بچہ علم وفن کا کوہ ہمالہ ہو، پورا کا پورا گھرانہ علم وفضل کے زیور سے آراستہ ہو، ان پڑھوں سے ہمیں بحث نہیں۔ پڑھے لکھے لوگوں سے پوچھ لیجیے ،حضرت رضا علی خاں ہندوستان کے کس عظیم سپوت کا نام ہے۔ حضرت مفتی نقی علی خاں کس متکلم زمانہ کو کہتے ہیں؟ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علم وفن کے کس حجت و برہان کا نام ہے، مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفٰے رضا خاں ہندوستان کے کس متقی و مدبراعظم کا نام ہے۔ غرض کہ خانوادہ رضویہ کے افراد واشخاص کا آپ بہ نظر انصاف جائزہ لیتے ہیں تو حقیقت خود آپ کو بتاتی جائے گی کہ ابھی جوایشیا و یورپ میں دین وسنیت کی بہاریں ہیں، مدارس اہل سنت کی قطاریں ہیں اور تیرہویں صدی سے لے کر آج تک وہ علما جن کے وارے نیارے ہیں۔ تقریباً سب کے سب اس خانوادے کے بالواسطہ یا بلاواسطہ سنوارے ہیں۔

آپ دنیا کا جائزہ لیں گے تو آپ کو بہت سی ایسی خانقاہیں مل جائیں گی جن کے آباواجداد اور بانی مبانی نے تو تعلیم وتعلم اور دین و سنیت کے کارہائے نمایاں انجام دیے، مگر آج ان کی مسند پر بیٹھنے والوں کا حال یہ ہے کہ ارکان اسلام سے بھی ناآشنا ہیں۔ وہ دوسروں تک کیا اسلام کا پیغام پہنچائیں گے، جب خود اسلام اور علوم دینیہ سے کوسوں دور ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ کیا ان کے پاس تعلیم حاصل کرنے کی راہیں مسدود تھیں، کیا انہیں کسی شرعی مجبوری نے علوم اسلامیہ سے غافل رکھا؟ نہیں، بلکہ ان میں ''پدرم سلطان بود'' کا نشہ تھا، جب دیکھا کہ بچپن ہی سے اپنے آباواجداد کی نیک نامی کی بھیک مل رہی ہے تو پھر تعلیم حاصل کرنے کی کیا ضرورت؟ سفر کی تکالیف اور مدارس میں قید و بند کی زندگی گزارنے سے کیا فائدہ؟ بنابنایا فیلڈ ہے، چمکی چمکائی دکان ہے، بس ادھر مرشد گرامی کی آنکھ بند ہوئی ،ادھر جانشینی ہاتھ آئی۔

مگر واہ رے تاج الشریعہ کی ذات! پورا کا پورا ایشیا، بلکہ عالم اسلام آپ کے گھرانے کا معتقد ہے۔ ایک اشارہَ ابرو پر تن، من، دھن کی بازی لگا دینے کو تیار ہے۔ فیض یافتوں کی خاصی بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ ہر طرف سے آؤ بھگت ہو رہی ہے، مگر ان سب کو چھوڑ کر آپ علم کی طرف لپکے جا رہے ہیں۔ ہندوستان میں ایک سے ایک رجال علم و فن سے علمی تشنگی بجھانے کی کوشش کی، مگر تشنگی بڑھتی ہی رہی ہے۔ پڑھتے گئے، بڑھتے گئے، جب خوب پر نکل آئے تو پرواز کے لیے پر تولنے لگے۔ جامعہ ازہر سے بڑی کوئی دینی درس گاہ نظر نہ آئی۔ بس کیا تھا پرواز کیا اور پھر عالم اسلام کی سب سے عظیم یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ خوب پڑھا، وقت کا صحیح استعمال کیا، آنکھوں کا تیل جلایا، کتابوں میں دماغ کھپایا، رات کو رات نہ سمجھا، جب جامعہ ازہر کا نتیجہ نکلا تو سارے طلبہ بالخصوص طلبہ مصر دیکھ کر حیران وششدر رہ گئے کہ ایک ہندنژاد طالب علم نے اپنے درجے میں وہ نمایاں مقام حاصل کیا

ہے کہ سارے رفیق درس جس مقام کو حاصل کرنے کے لیے ترستے رہتے ہیں۔آخر ایک عجمی نے ہم عربوں کے ملک میں آ کر اپنی شوکت وسطوت کا جھنڈا کیسے گاڑ دیا؟

اس طرح جہاں گئے، دور طالب علمی ہی سے اپنی علمی دھاک بٹھاتے رہے اور ایک کامیاب طالب علم کی حیثیت سے جانے جاتے رہے۔آج انہیں محنتوں اور مشقتوں کا ثمرہ ہے کہ ان کے ہم پلہ کوئی نظر نہیں آتا۔مرجع العلما اور مرجع اصحاب فقہ وتحقیق ہیں۔آیئے: ذرا اب علمی میدان میں ان کی کارفرمائیاں ملاحظہ فرمائیں:

''فروغ علم دین'' آپ کی زندگی کا ایک اٹوٹ حصہ ہے۔ سفر میں ہوں یا حضر میں، ہر جگہ علم وفضل کے جوہر لٹاتے رہے۔کبھی مسند تدریس پر بیٹھ کر تشنگان علوم نبویہ کو سیراب کرتے رہے، تو کبھی دارالافتا کو زینت بخش کر حل المشکلات بنتے رہے۔کبھی دنیا کے چپے چپے میں گھوم گھوم کر علوم رضا تقسیم فرماتے رہے، کبھی فقہی سیمینار میں علما کی نمائندگی کر کے ان کے علمی تسامحات پر مطلع فرماتے رہے۔

زبان کی بات آئی تو زبان سے اور جب قلم کی بات نکلی تو پھر اپنے قلمی جواہر پارے بکھیر کر وقت کی ضرورت کو پوری کرنے میں لگے رہے۔غرض کہ علم وفن کی تمام مروجہ شاخوں پر اپنا آشیانہ بنا کر موقع محل کی مناسبت سے نغمہ سنجی کرتے رہے۔

تدریس کے ذریعہ فروغ علم دین:

جامعہ ازہر سے فراغت کے بعد ہندوستان واپس تشریف لا کر اپنے مادر علمی ''دارالعلوم منظر اسلام'' میں تدریس کے ذریعہ علم و فضل کے گوہر لٹانے لگے۔ یہ ۱۹۶۷ء کا آغاز تھا۔ برادر اکبر حضرت علامہ ریحان رضا خاں رحمانی میاں نے جب آپ کی تدریس کا نرالا انداز دیکھا تو آپ کو ۱۹۷۸ء میں ''صدرالمدرسین'' کے اعلیٰ عہدے پر فائز فرما دیا۔اس طرح آپ یہاں مسلسل 12: سال تک خدمت دین وسنیت میں لگے رہے اور علمی غلغلہ میں اپنے بہت سے معاصرین کو پیچھے چھوڑ دیا۔آپ کی تدریسی دھمک ہندوستان کے کونے کونے میں محسوس کی جانے لگی، اور تشنگان علوم وفنون آپ کی جانب رخت سفر باندھنے لگے۔اس طرح جامعہ منظر اسلام آپ کے عہد تدریس میں شہرت ومقبولیت کے بام عروج کو پہنچ گیا۔چناں چہ آپ کی درس گاہ سے ایسے ایسے علم وفضل کے بادشاہ نکلے کہ آج دنیا انہیں سر آنکھوں پر سجا رہی ہے اور دل میں جگہ دے رہی ہے۔

جب دعوتی اور مذہبی مصروفیات بڑھ گئیں، تبلیغی اسفار کے بغیر چارہ کار نہ رہا تو آپ دارالعلوم منظر اسلام سے علیٰحدہ ہو گئے، مگر آپ کے عالمانہ ذہن نے اس بات کو قبول نہ کیا کہ صرف تبلیغی اسفار میں لگے رہیں اور طالبان علوم نبویہ کو یک سر نظر انداز کر دیں، چناں چہ آپ نے ایک بار پھر اپنے کاشانہ اقدس میں مسند تدریس کو شرف بخشا اور درس قرآن و درس بخاری کے ذریعہ مذہب اسلام کی نشر واشاعت کرنے لگے۔جس میں منظر اسلام، مظہر اسلام اور جامعہ نوریہ کے طلبہ کثرت سے شریک ہو کر مستفید ہوئے۔

جب ''جامعۃ الرضا'' قائم ہوا تو وہاں جا کر طلبہ کو آپ نے بخاری شریف کا درس دینا شروع کیا اور ایک زمانے تک طلبہ جامعۃ الرضا کو اپنے کاشانہ اقدس ہی پر درس دیا کرتے تھے۔جس میں فضیلت، تخصص فی الفقہ اور افتا کے بچوں کی حاضری لازمی ہوا کرتی تھی۔اس طرح آپ اپنی پیرانہ سالی اور ضعف ونقاہت کے باوجود فروغ علم دین میں لگے رہے۔

فتویٰ نویسی کے ذریعہ فروغ علم دین:

۱۹۶۷ء میں جب آپ نے تدریسی دنیا میں قدم رکھا تھا، اس وقت سے لے کر اخیر عمر تک فتویٰ نویسی کا اہم فریضہ انجام دیتے رہے۔بقول مولانا محمد شہاب الدین رضوی ایک اندازے کے مطابق حضور تاج الشریعہ کے فتاویٰ کے رجسٹروں کی تعداد اکتیس سے متجاوز ہو گئی ہے۔ (حیات تاج الشریعہ، ص:۲۰) جو اپنے آپ میں ایک بہت بڑا علمی کارنامہ ہے۔اس کے علاوہ اپنے ادارہ (جامعۃ الرضا) میں مشق افتا کے طلبہ کو درس دیا کرتے تھے، اور انہیں دارالافتا کے اسرار ورموز سکھا کر فتویٰ نویسی کے لائق بنا دیتے۔اس طرح فروغ علم دین اور اشاعت سنیت کا کام جاری وساری رہا۔

تقریر کے ذریعہ فروغ علم دین:

درس گاہوں میں تو آپ کی خالص علمی و تحقیقی تقاریر ہوتی ہی رہتی تھیں، جب جلسہ گاہوں میں آپ پہنچتے تھے تو وہاں بھی آپ اسلام کا حقیقی چہرہ پیش کرتے۔ کیوں کہ جلسہ گاہ مدارس سے جدا نہیں۔ اگر مدارس طلبہ کے پڑھنے کی جگہ ہیں تو جلسے عوام کے لیے بہترین درس گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چناں چہ آپ ابتدا ہی سے اپنی تقاریر کے ذریعے عوام کو کچھ سکھانے کے درپے رہے اور قرآن و حدیث کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرایا۔

تحریر کے ذریعہ فروغ علم دین:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ قلم و قرطاس کی اہمیت کے پیش نظر وقتاً فوقتاً کتابیں تحریر فرماتے رہے اور شریعت مطہرہ کی حقیقی تعلیمات پیش کرتے رہے، حتی کہ کثرت اسفار، کثیر دینی مشاغل، بلکہ آنکھوں سے معذور ہو جانے کے باوجود ان کی نئی نئی کتابیں اہل علم کو ذوق تسکین فراہم کرتی رہیں تو اہل علم مزید ورطہ حیرت میں ڈوبتے رہے کہ آخر اتنی مصروفیات کے باوجود کتابی کام کے لیے کہاں سے وقت نکال لیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ کی کتابیں کتابوں کے ڈھیر میں اضافے کا سبب نہیں بنتیں، بلکہ وقت کی ضرورت کو پوری کیا کرتی ہیں اور اسلام کا اجالا لے کر آتی ہیں۔ حواشی، تعاریب، تراجم اور تصانیف کی مختلف شکلوں میں آپ کی کتابوں کی تعداد 75: سے زائد ہیں۔

جامعۃ الرضا اور فروغ علم دین:

حضور تاج الشریعہ نے فروغ علم دین کے لیے اپنے طور پر علمی جد و جہد کرنے کے ساتھ سب سے بڑا کام یہ کیا کہ ایک علمی کارخانہ ''جامعۃ الرضا'' کھول کر تعلیم کی راہیں ہموار کر دی ہیں جس میں ہر طرف سے تشنگان علوم و فنون جوق در جوق آ کر اپنی علمی تشنگی بجھا رہے ہیں۔ اس میں محض روایتی تعلیم شامل نصاب نہیں ہے، بلکہ اس کا نصاب قدیم نافع اور جدید صالح کا حسین سنگم ہے۔

شرعی کونسل آف انڈیا اور فروغ علم دین:

امت کو درپیش جدید مسائل کے حل کے لیے آپ نے ''شرعی کونسل آف انڈیا'' قائم فرمایا، جس کے تحت ہر سال فقہی سیمینار کا انعقاد ہوتا ہے۔ اب تک بے شمار نو پید مسائل کا حل تلاش کیا جا چکا ہے۔ یہ کام آپ کی سرپرستی میں ہر سال بحسن و خوبی انجام پاتا رہا۔ اس طرح آپ کی اس تحریک کے ذریعے چیلنجز کے اس دور میں مسلمانوں کو جدید فقہی مسائل سے آگاہ کیا جا رہا ہے۔

تعلیمی اداروں کی سرپرستی اور فروغ علم دین:

آپ کی علمی و فقہی دل چسپی اور بہترین قائدانہ صلاحیتوں کے پیش نظر ہر شخص نے آپ کو سرمہ نگاہ بنائے رکھا اور آپ کے سایہ کرم میں رہنے کو اپنے لیے باعث افتخار سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ سینکڑوں تعلیمی اور تنظیمی ادارے آپ کی سرپرستی میں چلتے رہے اور تعلیم و تبلیغ کا یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا رہا۔ پیش ہے چند تعلیمی اداروں کی ایک فہرست، جو آپ کی سرپرستی میں کارہائے نماں انجام دیتے رہے۔

(۱) جامعہ مدینۃ الاسلام، ہالینڈ (۲) مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف (۳) الجامعۃ النوریہ، بہرائچ شریف (۴) الجامعۃ الرضویہ، پٹنہ (۵) مدرسہ عربیہ غوثیہ حبیبیہ، برہان پور (۶) مدرسہ اہل سنت گلشن رضا، دھنباد (۷) مدرسہ غوثیہ جشن رضا، گجرات (۸) دارالعلوم قریشیہ رضویہ، آسام (۹) مدرسہ رضاء العلوم، ممبئی (۱۰) مدرسہ تنظیم المسلمین، پورنیہ۔

اس طرح حضرت تاج الشریعہ کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو تعلیم سے یا تعلیم کو آپ سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

نوٹ: اس مضمون کو لکھنے میں حیات تاج الشریعہ (از: مولانا محمد شہاب الدین رضوی)، انوار تاج الشریعہ (از: حافظ شمس الحق رضوی) و تجلیات تاج الشریعہ (از: مولانا شاہد القادری) سے مدد لی گئی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے بارے میں

تاج الشریعہ کی تحقیق

از: مولانا فیضان سرور مصباحی: جامعہ اشرفیہ (مبارکپور)

ابوالبشر حضرت آدم علیٰ رسولنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقریباً ہزار سال بعد نمرود بن کنعان بن سام کے دور پُرفتن میں شیخ الانبیا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس خاکدان گیتی پر جلوہ گر ہوئے۔ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب تقریباً 29 واسطوں سے آپ تک پہنچتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد گرامی کے نام کے سلسلے میں کئی طرح کی باتیں ملتی ہیں۔ مثلاً:

ان کے والد کا نام ''آزر'' ہے۔
ان کے والد کا نام ''تارخ'' ہے۔
ان کے والد کا نام ''تارح'' ہے۔
اصلی نام ''تارخ'' ہے لقب ''آزر'' ہے۔
اصلی نام ''آزر'' ہے اور لقب ''تارخ'' ہے۔

آزر اس بت کا نام ہے جس کی پرستش آپ کے والد گرامی کیا کرتے تھے، بعد میں آپ کے والد ہی کو اسی نام سے جانا جانے لگا۔

''آزر'' آپ کے والد کا اصلی نام ہے نہ بت کا، بلکہ یہ آپ کے والد کا وصفی نام ہے کہ اس کا لغوی معنی ہے کج رو، خطا کار۔ بت پرستی کی وجہ سے قرآن نے اس لفظ سے یاد کیا ہے۔

''آزر'' حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کا نام نہیں، بلکہ چچا کا نام ہے، والد کا نام تارخ ہے۔ (جمہور کا موقف یہی ہے)

آپ کے والد کے نام کے سلسلے میں اس شدید اختلاف کی وجہ بیان کرتے ہوئے شمس العلما حضرت مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی بھیونڈی نے ''مرأۃ الانساب'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت سے قبل کاہنوں نے نمرود کو خبر دی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا، جو بت پرستی اور دین نمرودی کے زوال کا سبب بنے گا، سن کر نمرود بڑا بوکھلایا اور پیدا ہونے والے تمام لڑکوں کے قتل عام کا حکم جاری کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کا وقت آیا تو آبادی سے دور ایک غار میں آ کر آپ کی والدہ نے آپ کو جنم دیا اور وہیں آپ کی نشو ونما ہوئی۔ جب نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھے تو آبادی میں تشریف لائے۔ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کی طرح آپ کے والدین بھی خفیہ طریقہ سے اپنی زندگی گزارتے رہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں کا نام مشتبہ ہو کر رہ گیا۔ (آزر چچا نہ کہ والد، ص:۱۳- ناشر: اسلامک ریسرچ سنٹر بریلی شریف)

آیت کریمہ: {**واذ قال ابراهیم لأبیه آزر اتتخذ اصناماً الهة**} کے ظاہر پر نظر کرتے ہوئے بعض حضرات نے سمجھا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کا نام ''آزر'' تھا، اور اسی کا قول بھی کر دیا۔ جمہور علمائے اسلام نے تحقیق پیش کی کہ ان کے والد کا نام ''تارخ'' ہے۔ اور آیت کریمہ سے ''آزر'' کا قول کرنا درست نہیں کہ ''چچا'' کے لیے ''اَب'' کا اطلاق کئی زبانوں میں شائع وذائع ہے۔ خود قرآن کریم میں کئی جگہ ''اَب'' کا اطلاق غیر والد حقیقی کے لیے ہوا ہے۔

اہل علم کے درمیان یہ بحث کافی معرکہ آرا بنی رہی اور شروع ہی سے علما طبقوں میں بٹے رہے۔ ۱۴۰۷ھ میں اسلام پورہ، بھیونڈی (مہاراشٹر) میں ایک صاحب نے اس مسئلے کو عوامی حلقوں میں چھیڑ کر

انہیں مضطرب کر دیا۔عوام کا کہنا تھا کہ ایک اولوالعزم پیغمبر کے والد آخر مشرک و بت پرست کیسے ہو سکتے ہیں۔ معاملہ وقت کے مدبر اعظم حضرت تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں پہنچا۔ آپ نے مختصر مگر جامع جواب تحریر فرما کر معاملے کا تصفیہ فرما دیا۔

آپ کا یہ تاریخی فتویٰ ''حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد تارخ یا آزر'' کے نام سے ایک رسالے کی شکل میں شائع ہوا تھا، پھر مولانا شہاب الدین رضوی نے نومبر ۲۰۱۵ء میں ''حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کا نام'' کے عنوان سے شائع کیا ہے اور یہی نسخہ میرے پیش نظر بھی ہے۔واضح رہے کہ حضرت کے اس تاریخی فتوی کو دار المقطم (قاہرہ:مصر) نے عربی زبان میں ''تحقیق أن أبا إبراہیم تارخ، لا آزر'' کے نام سے بھی شائع کیا ہے۔

ہم ذیل کے سطور میں اس باب کے تحت مذکورہ کتاب سے اخذ کر کے حضرت کی چند تحقیقات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

''محققین علمائے کرام کا مسلک یہ ہے کہ حضور پرنور شفیع المذنبین سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام آبائے کرام وامہات کریمات سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت عبداللہ وسیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک سب موحد تھے، کوئی کافر نہ تھا، اور آیت کریمہ **{الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی السٰجدین}** یعنی جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم قیام فرماتے ہو، اور مومنوں کے اصلاب میں تمہارے دورہ کو دیکھتا ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تفسیر میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

{أی تقلبک عن اصلاب طاھرۃ من بعد أب الی أن جعلک نبیا فکان نور النبوۃ ظاھرًا فی أبائہ}

یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاک پشتوں میں دورہ کو اور ایک پدر سے دوسرے پدر کی پشت میں منتقل ہونے کو دیکھا ہے، یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا، پس نبوت کا نور آپ کے آبائے کرام میں ظاہر تھا۔ یہ تفسیر امام ابوالحسن ماوردی نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمائی اور امام جلال الدین سیوطی نے اپنی تصنیف ''مسالک الحنفا'' میں ان سے نقل فرما کر اسے باقی رکھا اور اس خصوص میں امام جلال الدین سیوطی نے چند رسالے تحریر فرمائے، جن کا خلاصہ ''شمول الاسلام لأصول الرسول الکرام'' تصنیف لطیف اعلیٰ حضرت محدث بریلوی میں ہے۔

آزر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد نہ تھے، ان کے والد کا نام تارخ تھا اور آپ کے چچا کا نام آزر ہے جو کافر تھا۔یہی مسلک بکثرت نسابین (یعنی وہ لوگ جو شجرۂ نسب بیان کرتے ہیں) کا ہے۔سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سلف کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے۔(حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کا نام،ص: ۴/۵۔مطبوعہ: اسلامک ریسرچ سنٹر بریلی شریف،نومبر ۲۰۱۵ء)

اپنے موقف کو دلائل سے پختہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

چنانچہ اسی مسالک الحنفا میں امام سیوطی فرماتے ہیں:

{و ھذا القول اعنی ان آزر لیس ابا ابراھیم،ورد عن جماعۃ من السلف،أخرج ابن ابی حاتم بسند ضعیف عن ابی عباس فی قولہ:''واذ قال ابراھیم لأبیہ آزر''أبا ابراھیم لم یکن اسمہ اٰزر وانما کان اسمہ تارخ}

یعنی یہ قول کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کا نام آزر نہ تھا، ایک جماعت سلف سے منقول ابن ابی حاتم نے بسند ضعیف ابن عباس سے آیت کریمہ **{واذ قال ابراھیم لابیہ آزر}** کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کا نام آزر نہ تھا، ان کے والد کا نام تارخ تھا۔

اسی میں مجاہد سے ہے: **{لیس آزر ابا ابراھیم}** آزر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باپ نہ تھا۔

اسی میں ابن جریج سے بسند صحیح بروایت ابن المنذر ہے کہ ابن جریج نے فرمایا:

{ليس آزر بأبيه، انما هو ابراهيم بن تيرح، أو تارح بن شارخ بن نارحور بن فالغ}

اسی میں اسدی سے بہ سند صحیح بہ طریق ابن ابی حاتم مروی ہوا:

{انه قيل له اسم ابى ابراهيم آزر؟ فقال: بل اسمه تارخ}

یعنی اسدی سے دریافت کیا گیا: حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کا نام آزر ہے؟ انہوں نے فرمایا: بلکہ ان کے والد کا نام تارخ ہے۔

اوراسی مسالک الحنفا کی توجیہ باعتبار لغت یوں ہے کہ لفظ اب کا اطلاق چچا پر شائع وذائع ہے، اوراس کی نظیر قرآن کریم میں موجود ہے۔

{قال اللّٰه تعالٰى: "أم كنتم شهداء اذ حضر يعقوب الموت إذ قال لبنيه ما تعبدون من بعدى قالو ا نعبد الٰهك و الٰه اٰبائك ابراهيم و اسمعيل و اسحق}

یعنی کیا تم اس وقت حاضر تھے جب حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا وقت تھا، جب کہ انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: "میرے بعد تم کسے پوجو گے، وہ بولے: ہم آپ کے خدا اور آپ کے آبائے کرام حضرت ابراہیم واسماعیل واسحاق علیہم السلام کے خدا کو پوجیں گے۔

آیتِ کریمہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو "اب" باپ فرمایا، حالاں کہ وہ چچا ہیں۔ (حوالہ سابق، ص: ۵، ۶)

اس کے بعد حضرت تاج الشریعہ نے امام سیوطی کے حوالے سے ایک اثر نقل کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ کیا ہے کہ: "آزر" آپ کا چچا تھا۔ جس نے نارِ نمرود کو گلزار ہوتا دیکھ کر کہا تھا کہ "من أجلى رفع عنه" یعنی اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں بچالیا، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آگ کا ایک شرارہ بھیج کر چچا کو خاکستر کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جب یہ عقدہ کھلا کہ آپ کے چچا کی موت کفر پر ہوئی ہے تو آپ نے ان کے حق میں سابقہ دعائے مغفرت سے بیزاری کا اعلان فرما دیا۔ اپنے چچا کی وفات کے طویل عرصے بعد آپ نے اپنے والدین کے حق میں مغفرت کی دعا کی۔ اس سے صاف واضح ہے کہ قرآن میں جس کی دعائے مغفرت سے تبری کا ذکر آیا ہے، وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چچا تھا، ان کا پدر حقیقی نہیں۔ (دیکھیں ص: ۷/۸)

چند مرجوح دلائل کی وضاحت:

سائل نے پوچھا تھا کہ زید جو کہ "آزر" کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا والد بتاتا ہے اور حوالے کے طور پر درج ذیل اقتباسات پیش کرتا ہے، ان کی حقیقت کیا ہے؟

(۱) قيل كان اسم ابيه أى ابراهيم تارخ، فعرب، فجعل آزر (المفردات لإمام راغب اصفہانی، ص: ۳۱)

(۲) قال ابن جرير الطبرى فى تفسيره: قد يكون له أى لآزر اسمان كما لكثير من الناس، أو يكون احدهما لقبا، وهذا الذى قاله جيد قوى (تفسیر ابن کثیر، ج: ۲، ص: ۱۵۱)

(۳) ابن حبیب بغدادی (م: ۲۵۴ھ) نے لکھا ہے:

تارخ وهو آزر۔ (المحبر ص: ۴، مطبوعہ: دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، ۱۹۴۲ء)

(۴) یہ قول کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چچا تھا، ضعیف ترین قول ہے۔ کلدانی زبان میں بڑے پجاری کے لیے آدار کا لفظ مستعمل تھا، یہ معرب ہو کر آزر بن گیا۔ اصل نام تارح تھا، اور آزر علم وصفی۔ قرآن کریم نے اسی علم وصفی سے یاد کیا۔

امام سیوطی فرماتے ہیں: و هو أى ابراهيم ابن آزر و اسمه تارح (الاتقان فی علوم القرآن، ج: ۲، ص: ۱۳۸)

پہلے قول کی توجیہ کرتے ہوئے حضرت تاج الشریعہ لکھتے ہیں:

"رہی مفردات کی عبارت تو وہ "قیل" سے شروع ہے، اور "قیل" سے "قول ضعیف" کو تعبیر کرتے ہیں، اور کبھی مجرد قول کی حکایت مقصود ہوتی ہے، مگر غالباً ضعف کی طرف اشارہ کرنے کے

لیے مستعمل ہوتا ہے تو باعتبار غالب امام راغب کے نزدیک بھی یہ قول ضعیف معلوم ہوتا ہے، اور علی الاقل احتمال ہے، اور محتمل کو مستدل بنانا صحیح نہیں۔ (ص:۸/۹)

دوسرے قول کی وضاحت میں درج بالا عبارت سے ماقبل کی عبارت نقل کر کے حضرت تاج الشریعہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ خود تفسیر ابن کثیر میں بھی یہ درج ہے کہ عبداللہ بن عباس اور کثیر علما کا مذہب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کا نام ''تارح'' یا ''تارخ'' تھا۔ آزران کے چچا کا نام تھا۔

ان باتوں کو لکھنے کے بعد رقم طراز ہیں: ''تو ابن عباس اور اکثر علما کے مقابل تنہا ابن جریر یا ابن کثیر کا قول کیوں کر لائق تسلیم ہے''۔ (ص:۹/۱۰)

الاتقان فی علوم القرآن کی عبارت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اتقان کی عبارت کا جواب خود تصریحات امام سیوطی سے ہو گیا۔ اسی اتقان میں ہے:

''واسم ابيه تارخ و قيل آزر، و قيل يازر''

یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کا نام ''تارخ'' تھا اور کہا گیا ہے کہ ''آزر''۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ علامہ امام سیوطی کے نزدیک راجح و معتمد یہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد کا نام ''تارخ'' تھا، اسی لیے اسے مقدم کیا اور ''آزر'' کو قیل سے جو علامت ضعیف ہے، تعبیر کیا۔

یہاں سے ظاہر ہے کہ اتقان کی وہ عبارت جو اس تصریح کے خلاف ہے، ناسخ کی طرف سے زلت قلم یا سہو و نسیان کا نتیجہ ہے۔ (ص:۱۰، ملخصاً وملتقطاً)

سائل نے ساری تفصیلات ذکر کرنے کے بعد پوچھا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کی جانب کفر کی نسبت کرنے پر زید کے تعلق سے حکم شرعی کیا ہے؟ کیا وہ گمراہ ہے؟

اس پر حضرت تاج الشریعہ نے جو جواب لکھا ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے۔ میں ارباب علم وفضل کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ حضرت کے اس طرز عمل کو اپنائیں اور کسی پر شرعی حکم نافذ کرنے میں خوب تحقیق اور احتیاط سے کام لیں کہ رواں مسئلے میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد، بلکہ بالواسطہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبائے کرام کی جانب کفر کی نسبت ہو رہی ہے، مگر اس کے باوجود حضرت تاج الشریعہ قائل کی گمرہی کا فتویٰ نہیں دیتے، بلکہ لکھتے ہیں:

''زید کے حوالوں کا جواب ہمارے اس فتوے سے ظاہر ہو گیا، اور زید اگر دانستہ معاند نہیں، نہ مرض قلب کا شکار ہو، تو اسے گمراہ کہنا صحیح نہیں، البتہ اتباع جمہور محققین کا ضرور تارک اور خاطی ہے''۔ (ص:۱۰)

خلاصہ یہ کہ حضرت کا یہ فتویٰ نہایت تحقیقی اور اپنے موضوع کے اعتبار سے کافی وشافی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کا فیضان عام وتام فرمائے: آمین۔

☆☆☆☆☆

(بقیہ صفحہ 37)

............حضرت والد ماجد اور اہل خاندان کا خواب تعلیم کی تکمیل کے حوالے سے شرمندۂ تعبیر کیا۔ آپ کا تعلیم سے شغف کا اندازہ آپ کے ممتاز معاصرین کے تأثرات سے لگایا جا سکتا ہے۔

امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین پورنوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''حضور ازہری میاں کو میں نے طالب علمی کے زمانے میں دیکھا، مطالعہ کے بے حد شوقین حتی کہ کبھی کبھار مسجد میں آتے دیکھتا کہ راستہ چلتے جہاں موقع ملا، کتاب کھول کر پڑھنے لگتے''۔ (مارہرہ سے بریلی تک)

شیخ الحدیث علامہ مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی پورنوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: '' حضرت تاج الشریعہ کو کتابوں سے بہت شغف ہے، زمانہ طالب علمی سے ہی نئی نئی کتابیں دیکھنے، پڑھنے کا بہت زیادہ شوق حتی کہ راستہ چلتے بھی کتاب پڑھتے اور اب میں دیکھ رہا ہوں، وہ شوق دن دونا رات چوگنا ہے''۔ (مارہرہ سے بریلی تک)

☆☆☆

حضورتاج الشریعہ کا سفر طلب علم

مولانا محمد شاہد القادری (سکریٹری مجلس علمائے اسلام بنگال)

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، شہزادۂ مفسر اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی ولادت مبارکہ ۱۴ر ذیقعدۃ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳ر نومبر ۱۹۴۲ء کو محلّہ خواجہ قطب، بریلی شریف میں ہوئی اور 4: سال، 4: ماہ، 4: دن کی عمر میں ۱۳۶۵ھ/ ۱۹۴۶ء میں حضرت مفسر اعظم ہند علامہ مفتی الشاہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری رضوی بریلوی علیہ الرحمہ کی گزارش پر سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے تسمیہ خوانی کرائی۔ اس محفل تسمیہ خوانی میں خویش واقارب کے علاوہ دارالعلوم منظر اسلام کے مؤقر اساتذہ کرام، طلبائے عظام، ذوی الاحترام علما اور فقہا اور شہر کے معززین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ بعدہ ضیافت کی گئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ شہزادی حضور مفتی اعظم ہند نے ناظرہ ختم کرایا اور ابتدائی کتب والد ماجد علیہ الرحمہ سے گھر پر ہی پڑھنے کا شرف حاصل کیا، اس کے بعد ازہر ہند جامعہ رضویہ منظر اسلام میں ایڈمیشن لیے، درس نظامی کی تکمیل یہیں کی۔

''ابتدائی کتب پہلی فارسی، دوسری فارسی، گلزار دبستاں اور بوستاں حضرت حافظ انعام اللہ خان تسنیم حامدی سے پڑھیں ۱۹۵۲ء میں فضل الرحمٰن اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف میں داخل کیے گئے، جہاں ریاضی، ہندی، سنسکرت، انگریزی وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ آٹھویں کلاس پاس کرنے کے بعد دارالعلوم منظر اسلام میں داخل ہوئے۔ دوران تعلیم ہی آپ کے اندر انگریزی، عربی بولنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی تھی۔ فضیلۃ الشیخ مولانا محمد عبدالتواب مصری جو کہ منظر اسلام کے استاذ تھے، عربی ادب کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ حضور تاج الشریعہ علی الصبح انہیں ہندی، اردو، اور انگلش کے اخبارات کو عربی میں ترجمہ کرکے سنایا کرتے تھے۔ انہیں صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے شیخ مصری نے کہا کہ انہیں جامعہ ازہر قاہرہ بغرض تعلیم بھیج دیا جائے''۔

[حیات تاج الشریعہ، ص:۱۰]

شیخ مصری حضرت مولانا محمد عبدالتواب صاحب کی تحریک پر والد ماجد حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ سرکار حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے مرید جناب نثار احمد حامدی سلطانپوری مرحوم کی کوششوں سے آپ نے ۱۹۶۳ء میں عالم اسلام کی عظیم اور مشہور اسلامی یونیورسٹی جامعہ ازہر کا سفر بغرض تعلیم کیا۔

جامعہ ازہر مصر میں پڑھنے کے بعد طلبا میں رعونت پیدا ہوجایا کرتی ہے اور غیر ازہری طلبا پر دھونس بھی جمایا کرتے ہیں کہ میں ازہری ہوں۔ قربان جائیے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ پر، خود انہیں کی زبانی سنئے:

''جو علمی وادبی فائدہ حضرت (مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ) کے پاس رہ کر ہوا، وہ مصر میں نہیں ہوا۔ وہ ۳؍سال بھی کاش حضرت کی خدمت میں ہی گزرے ہوتے۔ مفتی اعظم ہند کا علم بڑا مضبوط تھا''۔

[مارہرہ سے بریلی تک، ص:۱۸۴]

۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء میں کلیۃ اصول دین/قسم التفسیر والحدیث کی تکمیل فرمائی۔ اس شعبہ میں آپ نے اول پوزیشن حاصل کی۔ سالانہ امتحان میں معلومات عامہ کا امتحان تقریری ہوا تھا، جس میں ممتحن نے علم کلام سے متعلق سوال کیا، اس میں آپ کے ہم سبق طلبہ جواب نہ دے سکے۔ ممتحن نے سوال دوہرا کر آپ کی طرف دیکھا اور جواب طلب کیا، پھر آپ نے اس کا شاندار جواب دیا۔ ممتحن نے پوچھا: آپ شعبۂ تفسیر وحدیث کے متعلم ہیں، پھر بھی علم کلام میں یہ گہرائی ہے؟ تب حضور تاج الشریعہ نے جواب دیا: میں نے ''دارالعلوم منظر اسلام'' میں علم کلام پڑھا ہے۔ آپ کے علمی جواب سے وہ بہت متأثر ہوئے

اور آپ کو ہم سبق طلبہ میں سب سے زیادہ نمبر دیے، رزلٹ کے بعد آپ کو اول نمبر آنے کی وجہ سے مصر کے صدر جناب کرنل جمال عبد الناصر صاحب نے بطور تمغۂ ''ایوارڈ'' دیا، اور بی اے کی سند عطا کی۔
[مارہرہ سے بریلی تک، ص:۱۸۴]

واضح رہے کہ راقم کی مرتب کردہ کتاب ''تجلیات تاج الشریعہ'' کی اشاعت (۲۰۰۹ء) پر بہت سے افراد نے سوال کیا کہ واقعی حضور تاج الشریعہ کو زمانہ طالب علمی میں مصر میں ''تعلیمی ایوارڈ'' سے نوازا گیا تھا۔ راقم نے ازخود حضرت سے اس سلسلہ میں عرض کیا تھا تو حضرت نے ارشاد فرمایا: نہیں! مجھے کوئی ایوارڈ نہیں ملا ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی اعلیٰ نمبرات سے کامیابی پر برادر اکبر حضور ریحان ملت علامہ ریحان رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف میں ''کوائف آستانہ رضویہ'' کے تحت اپنی مسرتوں کا یوں اظہار فرمایا:

''نبیرۂ اعلیٰ حضرت و حجۃ الاسلام علیہما الرحمہ اور مفسر اعظم کے فرزند دل بند حضرت علامہ محمد اختر رضا خاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ نے عربی میں بی، اے کی سند فراغت نہایت نمایاں اور ممتاز حیثیت سے حاصل کی۔ آپ (حضور تاج الشریعہ) نہ صرف جامعہ ازہر میں، بلکہ پورے مصر میں اول نمبر سے پاس ہوئے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو اس سے زیادہ بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے، اور انہیں خدمات کا اہل بنائے، اور وہ صحیح معنی میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا جانشین کہے جائیں: اللھم زدفزد''۔ [ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف، شمارہ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ/ستمبر ۱۹۶۵ء]

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی جامعہ ازہر سے فراغت ۱۹۶۶ء میں ہوئی۔ سند الفراغت جس کا اندراج نمبر 1207 ہے، لے کر وطن عزیز ہندوستان تشریف لائے، اور بریلی شریف اسٹیشن پر والہانہ انداز میں استقبال کیا گیا۔ محترم امید رضوی بریلوی صاحب کی تحریر ملاحظہ کریں:

''گلستان رضویت کے مہکتے پھول، چمنستان اعلیٰ حضرت کے گل خوش رنگ، جناب علامہ و مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب بن حضرت مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عرصہ دراز کے بعد جامعہ ازہر مصر سے فارغ التحصیل ہو کر 17: نومبر ۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ کی صبح کو بہار افزائے گلشن بریلی ہوئے۔ بریلی جنکشن پر متعلقین و متوسلین و اہل خاندان علمائے کرام و طلبائے عظام دار العلوم منظر اسلام کے علاوہ بے شمار معتقدین حضرات نے جہاں حضرت مفتی اعظم (ہند) مدظلہ کی سرپرستی میں شاندار استقبال کیا اور صاحبزادہ موصوف کو خوش رنگ پھولوں کے گجروں اور ہاروں کی پیش کش سے اپنے والہانہ جذبات و خلوص اور عقیدت کا اظہار کیا، ادارہ حضرت علامہ و مولانا محمد اختر رضا خاں ازہری اور متوسلین کو کامیاب واپسی پر ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہے، اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم ان کے آبائے کرام خصوصاً اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم رضی اللہ عنہ کا سچا وارث، و جانشین بنائے: ایں دعا از من و از جملہ آمین باد [ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف، شمارہ دسمبر ۱۹۶۶ء ۱۳۸۶ھ]

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے خادم خاص الحاج محمد ناصر رضوی بریلوی کہتے ہیں:

''آپ (حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ) سے ملنے کے لیے حضرت (حضور مفتی اعظم ہند) بذات خود بنفس نفیس تشریف لے گئے، اور ٹرین کا بے تابانہ انتظار فرماتے رہے، جیسے ہی ٹرین پلیٹ فارم پر آکر رکی، آپ اترے تو سب سے پہلے حضرت (مفتی اعظم ہند) نے گلے لگایا، پیشانی چومی، اور بہت دعائیں دیں، اور فرمایا کچھ لوگ گئے تھے، بدل کر آئے، مگر میرے بچے پر جامعہ کی تہذیب کا کچھ اثر نہیں ہوا، ماشاءاللہ [حیات تاج الشریعہ، ص:۲۴]

آپ جامعہ ازہر مصر میں زیر تعلیم ہی تھے کہ مشفق والد گرامی حضرت مفسر اعظم ہند علامہ جیلانی میاں علیہ الرحمہ کا بعمر 60 سال 11: صفر المظفر ۱۳۸۵ھ مطابق 12: جون ۱۹۶۵ء خلد بریں کے لیے رخت سفر باندھا۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو اس جاں کناں خبر سے بے حد صدمہ ہوا اور اپنے برادر اکبر حضرت ریحان ملت علیہ الرحمہ کو خط تحریر کیا اور اپنے درد و غم کا اظہار کیا اور 12: اشعار پر مشتمل تعزیتی نظم بھیجا۔ حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس حادثہ فاجعہ کا اثر اپنی تعلیم پر ہونے نہیں دیا اور.................. (باقی صفحہ 35 پر)

تاثرات

تاج الشریعہ کے متعلق علمائے کرام کے تاثرات

آہ، صد آہ! حضرت تاج الشریعہ

فقیہ النفس مفتی مطیع الرحمٰن مضطر پورنوی صدر شعبہ تحقیق جامعہ فیض الرحمٰن (جونا گڑھ: گجرات)

اس وقت جب حضرت تاج الشریعہ ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ان کی روح اعلیٰ علیین میں امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم علیہم الرحمہ کی روحوں سے ہمکنار ہوگئی اور ان کا جسد عنصری اپنے ان اجداد کے جوار میں مدفون ہو چکا۔قلم تو قلم، دل و دماغ بھی ساتھ نہیں دے رہے ہیں کہ ان کی یادوں کے بکھرے ہوئے جواہرات کو حافظے کے نہاں خانہ سے نکال کر کاغذ وقرطاس کے سپرد کروں، اس لیے بظاہر کچھ غیر مربوط سے شذرات ہی املا کرانے پر مجبور ہوں۔ویسے غائر نظر سے دیکھنے پر کچھ نہ کچھ ربط بھی ضرور نظر آئے گا۔

حضرت تاج الشریعہ کا یہ شعر ذہن کی اسکرین پر بار بار نمودار ہو رہا ہے:

دیکھنے والو جی بھر کے دیکھو ہمیں　　کل نہ رونا کہ اختر میاں چل دیے

شعر کے پہلے مصرعے پر تو اوپر اوپر سب نے عمل کیا، ان کے ظاہر کو خوب دیکھا، مگر اندر جھانکنے کی کوشش بہت کم لوگوں نے کی۔وہ کیا تھے، اور کیسے تھے؟ کاش ان پر حاشیہ نشینوں کے اپنے ذاتی مفادات کا حجاب نہیں ہوتا تو لوگ بند آنکھوں سے ہی نہیں، کھلی آنکھوں سے بھی دیکھ پاتے کہ وہ امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم کی علمی و روحانی امانتوں کے کیسے عظیم وارث و امین تھے۔

(۱) اس وقت سال تو یاد نہیں آ رہا ہے، مگر اچھی طرح یاد ہے کہ جب پہلی بار کیرالہ کے ''جامعۃ الثقافۃ السنیہ'' سے شیخ ابوبکر شافعی مدظلہ اور ''الجامعۃ السعدیہ'' سے شیخ عبدالقادر شافعی علیہ الرحمہ بریلی شریف حاضر ہوئے اور رضا مسجد میں نماز ادا کی تو اپنے مذہب کے مطابق رفع یدین کیا، پھر باہر آ کر لوگوں سے دریافت کیا: **این الشیخ الازھری؟** (حضرت شیخ ازہری صاحب کہاں تشریف رکھتے ہیں؟) مگر لوگوں نے غیر مقلد سمجھ کر التفات ہی نہیں کیا، لیکن ایک بارہ/ تیرہ سالہ طالب علم حضرت ازہری صاحب علیہ الرحمہ کے دولت کدہ کی بالائی منزل پر قائم "ازہری دارالافتا" میں آیا، یہاں اس وقت حضرت علیہ الرحمہ، مولانا یاسین اختر مصباحی اور یہ فقیر علمی مذاکرہ میں مشغول تھے۔آتے ہی اس طالب علم نے کہا: حضرت! دو غیر مقلدین آپ سے ملنا چاہتے ہیں، منع کر دوں؟ میں نے اسے ڈانٹنے کے سے انداز میں کہا: تم اجازت لینے آئے ہو، یا حکم سنانے؟ پھر حضرت علیہ الرحمہ سے عرض کیا: حضور! وہ غیر مقلد نہیں، قادیانی ہوں، آپ تو ان سے ملنے نہیں جا رہے ہیں، وہ ملنے آ رہے ہیں، آنے دیں۔ہو سکتا ہے خدا ان کو ہدایت دے دے! مصباحی صاحب نے بھی میری تائید کی اور حضرت علیہ الرحمہ نے اس طالب علم سے فرمایا: اچھا، آنے دو! اس پر وہ لڑکا واپس گیا اور سفید جبے میں ملبوس، سر پر مخصوص انداز کے عمامے سجائے ہوئے دو اشخاص زینے سے برآمد ہوئے اور ایک ہی سانس میں کہا: **السلام علیکم! نحن معکم في تکفیر الوھابیۃ مائۃ في مائۃ** ۔یعنی ہم لوگ وہابیوں کی تکفیر کے سلسلے میں سو فیصد آپ حضرات کے ساتھ ہیں۔اس سے ہم لوگ سمجھ گئے کہ یہ غیر مقلدین نہیں ہو سکتے۔ایسا لگتا ہے کہ سنی شافعی ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہوئے

کھڑے ہوگئے، اور "اھلا و سھلا" کہہ کر مصافحہ ومعانقہ کیے، پھر حضرت علیہ الرحمہ نے انٹر کام سے گھر میں اطلاع دے کر بہت ہی پر تکلف ناشتہ اور چائے منگوائے۔

اس وقت وہ حضرات اردو بالکل نہیں بول پاتے تھے، بلکہ صحیح طور پر سمجھ بھی نہیں پا رہے تھے، اسی لیے عربی میں گفتگو شروع ہوئی۔ ہر چند کہ شافعی حضرات کو حدیث وتفسیر سے شغف زیادہ ہوتا ہے، مگر ہم نے دیکھا کہ کسی بھی موضوع پر وہ حضرات اگر دو یا تین حدیثیں پیش کرتے تو حضرت علیہ الرحمہ اسی عنوان پر پانچ چھ حدیثیں کتابوں کے حوالوں کے ساتھ پیش فرما دیتے۔ وہ حضرات اگر کوئی آیت تلاوت کرتے اور اس کی تفسیر میں ایک یا دو کتابوں کی عبارتیں پڑھتے تو حضرت علیہ الرحمہ چار پانچ تفسیروں کی عبارتیں سنا دیتے۔ جس سے ان حضرات کے ساتھ میں اور مصباحی صاحب بھی استعجاب وحیرت کے ساتھ حضرت علیہ الرحمہ کا منھ تکنے لگے اور دل اس اعتراف پر مجبور ہوا کہ یہ دراصل امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم علیہم الرحمۃ والرضوان کے فیضان علمی کا ثمرہ ہے۔

(۲) ۱۹۷۶ء کی بات ہے جب حضور مفتی اعظم نے بہار کے ضلع پورنیہ کا آخری سفر فرمایا۔ اس سفر میں ہم خواجہ تاشان رضویت کی استدعا پر حضرت تاج الشریعہ کو بھی ہمراہ ہونا تھا، پھر بھی خدمت کے لیے مولانا خواجہ مقبول احمد رضوی مرحوم ومغفور کو تاریخ مقررہ سے پانچ چھ دن پہلے ہی بریلی شریف بھیج دیا گیا، مگر حضور مفتی اعظم کا پروگرام کلکتہ ہوتے ہوئے کشن گنج (جو اس وقت پورنیہ ضلع کا سب ڈویزن تھا) پہنچنے کا ہوگیا۔ مولانا مقبول صاحب تو حضور مفتی اعظم کے ہمراہ ہوگئے اور تاج الشریعہ نے طے کیا کہ وہ تاریخ مقررہ کی صبح براہ راست گوہاٹی میل سے کشن گنج پہنچیں گے۔ جب مقررہ تاریخ آئی تو استقبال کے لیے سینکڑوں علما وعوام کشن گنج پہنچ گئے۔ حضور مفتی اعظم کی تشریف آوری تو کلکتہ سے صبح پہنچنے والی ٹرین سے ہوگئی، مگر گوہاٹی میل سے تاج الشریعہ نہیں پہنچے۔ ٹرین کے کچھ مسافروں نے استقبال کے لیے پہنچنے والوں کا ہجوم دیکھ کر وجہ دریافت کی تو ان کو بتایا گیا کہ اسی ٹرین سے ہمارے ایک بزرگ تشریف لانے والے تھے، مگر وہ نظر نہیں آرہے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہو رہا تھا کہ ٹرین مظفر پور پہنچی تھی اور حلیہ بتا کر کہا کہ اس شکل وصورت کے ایک صاحب بڑی بے تابی سے اتر کر نماز پڑھنے لگ گئے تھے۔ ٹرین روانہ ہونے لگی تو بھی وہ صاحب نماز ہی پڑھتے رہے۔ بالآخر ٹرین روانہ ہوگئی اور وہ وہیں رہ گئے۔ اگر آپ لوگ ان ہی کو لینے آئے ہیں تو یہ ہے ان کا سامان، اتار لیجئے! ہم لوگوں نے سامان اتار لیا اور حضرت تاج الشریعہ کئی ٹرینیں بدلتے ہوئے شام کو پہنچ سکے۔

(۳) حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے چار دن قبل محرم کے پہلے عشرہ کی بات ہے۔ رحمان پور ضلع کٹیہار کے مسلمانوں کا ایک گروہ اجمیر شریف سے واپسی پر بریلی شریف حاضر ہوا تو حضور مفتی اعظم حد درجہ علیل وصاحب فراش تھے۔ عام زیارت کا وقت ہوتا تو حضرت کی چارپائی آنگن میں لگا دی جاتی، لوگ جوق در جوق آتے اور فیض یاب ہوتے۔ یہ دیکھ کر ان میں سے بھی بہت سے حضرات کے دل میں بیعت ہونے کی خواہش پیدا ہوئی تو آپس میں مشورہ کیا۔ اس وقت کے زیر تعلیم ایک احسان نامی نوجوان (جو آج کٹیہار کے سینئر وکلا میں شمار ہوتے ہیں) نے کہا: "یہاں مرید ہونے سے قوالی چھوڑنی پڑے گی، اس لیے میں تو مرید نہیں ہوں گا"۔ بہرکیف! جب لوگ اندر جانے لگے تو یہ حضرات بھی ساتھ ہو لیے اور سلام ودست بوسی کے بعد غلامی میں داخل ہوئے، مگر احسان صاحب اپنی سوچ پر قائم رہے۔ واپسی کے مصافحے پر کچھ لوگوں نے نذریں پیش کیں، اور قبول ہوئیں، مگر جب احسان صاحب کا نمبر آیا تو حضور مفتی اعظم نے منع فرما دیا۔ قدرت کو منظور تھا، وہ لوگ جس دن واپس رحمان پور پہنچے، اسی دن رات کو حضور والا نے جام وصال نوش فرما لیا۔

چھ، سات مہینوں کے بعد فقیر کی دعوت پر حضرت تاج الشریعہ پورنیہ بہار پہنچے، تو موضع سیتل پور جاتے ہوئے راستے میں رحمان پور آیا۔ سورج غروب ہوئے کوئی پندرہ بیس منٹ ہو چکے تھے، اس لیے نماز وہیں خانقاہ لطیفیہ کی مسجد میں ادا کی گئی۔ علم ہوتے ہی پورا گاؤں جمع ہوگیا

اور مصافحہ و دست بوسی ہونے لگی۔ کئی لوگوں نے جن میں احسان صاحب بھی شامل تھے، کچھ نذریں پیش کیں۔ عجب اتفاق کہ سب کی نذریں قبول ہوئیں، مگر احسان صاحب کو منع فرما دیا گیا۔ حالاں کہ ان سے تاج الشریعہ کی نہ کبھی ملاقات تھی، نہ تاج الشریعہ کو پتا تھا کہ حضور مفتی اعظم نے ان کی نذر قبول نہیں فرمائی تھی، جب کہ تاج الشریعہ کی بینائی کمزور تھی، اس پر مستزاد یہ کہ شام کا ملگجا تھا، کیوں کہ ابھی بجلی اس گاؤں تک پہنچی نہیں تھی۔ اس وقت احسان صاحب نے تعجب کے ساتھ حضور مفتی اعظم کے نذر قبول نہ فرمانے کی بات سب کے سامنے بیان کی۔ جب ہم لوگ وہاں سے اپنی منزل کے لیے روانہ ہوئے تو فقیر نے حضرت تاج الشریعہ سے احسان صاحب کی نذر قبول نہ ہونے کا سبب جاننا چاہا تو یہ فرما کر خاموش ہو گئے کہ: "حضور مفتی اعظم کی کرامت تھی"۔

(۴) بریلی شریف میں ایک صاحب تھے ملا لیاقت علی خان مرحوم، وہ حضور مفتی اعظم کے دست گرفتہ اور عاشق وشیدا تھے۔ موصوف کے بقول انہوں نے پیرومرشد کے وصال کے کچھ دنوں بعد آپ کو خواب میں دیکھا تو زار وقطار رونے لگے۔ پیرومرشد نے تسلی کے کلمات کہہ کر چپ کرایا اور استفسار فرمایا کہ آخر اتنا رو کیوں رہے ہو؟ ملا عرض گزار ہوئے: حضور! میری دنیا و دین سب کچھ تو آپ تھے، میں اپنی ہر حاجت میں آپ سے رجوع کرتا تھا اور حاجت سے سوا پاتا تھا۔ آپ تو پردہ فرما گئے اب میں کیا کروں اور کہاں جاؤں؟ مفتی اعظم نے ارشاد فرمایا کہ: "اختر میاں ہیں نا، انہی کے پاس" اور میری آنکھ کھل گئی۔ حضور مفتی اعظم حضرت تاج الشریعہ کو اختر میاں کہتے تھے۔

(۵) بخاری شریف میں ہے کہ حضور اقدس سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: {**اذا أحب اللّٰه العبد نادی جبرئیل: إن اللّٰه یحب فلانًا فاحببه، فیحبه جبرئیل، فینادی جبرئیل في اهل السماء: إن اللّٰه یحب فلانًا فاحبوه، فیحبه اهل السماء ثم یوضع لـه القبول في الأرض**} اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے: میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو! تو جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اہل آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ فلاں آدمی سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے، تم سب بھی ان سے محبت کرو! تو اہل آسمان بھی ان سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر تو زمین پر بھی اس کی مقبولیت ہو جاتی ہے۔

اس آئینہ میں بھی دیکھئے تو حضرت تاج الشریعہ کی ذات اپنے زمانے میں بے نظیر رہی اور وصال کے بعد تو پوری دنیا نے دیکھا کہ اپنے تو اپنے ہی تھے، بے گانوں کو بھی ماننا اور کہنا پڑا کہ اس کی مثال کم سے کم برصغیر کی تاریخ میں تو نہیں ملتی۔

اس لیے ہم حدیث پاک: {**یقبض العلم بقبض العلماء**} (اللہ تعالیٰ کو جب منظور ہوگا کہ دنیا سے علم اٹھالے تو علما کو اٹھالے گا) کی روشنی میں امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم کے اس علم وعمل اور روحانیت کے وارث وامین کے اٹھ کر چل دینے پر روئیں نہیں تو کیا کریں؟ اللہ تعالیٰ تمام اہل سنت کو بالعموم اور ان کے جانشین حضرت عسجد میاں مدظلہ کو بالخصوص صبر وشکیب عطا فرمائے۔ اپنے محبوبوں کے صدقے اس محبوب بندے حضرت تاج الشریعہ کے مرقد انور پر زیادہ سے زیادہ رحمت وانوار کی برکھا برسائے اور ہمیں ان کے فیوض وبرکات سے نوازے: آمین

حضور تاج الشریعہ کا انتقال علم وفضل کے ایک عہد کا انتقال

مولانا سید محمد علیم الدین اصدق مصباحی اعظمی: دار العلوم قادریہ غریب نواز (لیڈی اسمتھ: ساؤتھ افریقہ)

ان کا سایہ ایک تجلی ان کا نقشِ پا چراغ وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

یہ شعر سیدی وسندی حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری برکاتی المعروف بہ ازہری میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ پر مکمل طور سے منطبق ہوتا ہے۔ یقیناً آپ علم وعمل، تقویٰ وطہارت اور شریعت وطریقت کے ایسے آفتاب تھے کہ جس کی ضیا بار کرنوں سے اکناف عالم منور تھا۔

آپ نے تبلیغ دین متین کے لیے پوری دنیا کا سفر فرمایا۔جس راہ سے گزرے، ہزارہا گم گشتگان راہ ہدایت پر آ گئے ۔ جہاں خیمہ زن ہوئے ،عقیدہ وعمل ،شریعت وطریقت اور عشق وعرفان کی شمع فروزاں ہوگئی۔

شمع کی طرح جئیں بزم گہہ عالم میں خود جلیں دیدہ اغیار کو بینا کر دیں

جس طرح چودھویں صدی ہجری میں سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنھما کا نام فہرست علما ومشائخ میں نمایاں نظر آتا ہے، بلا مبالغہ موجودہ صدی میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا نام نامی اسم گرامی فہرست علما ومشائخ میں ممتاز دکھائی دیتا ہے۔حضور تاج الشریعہ علوم اعلیٰ حضرت کے کامل وارث ،سرکار مفتی اعظم ہند کے سچے جانشین ،جماعت اہل سنت کے عظیم رہبر وقائد ،صاحب تقویٰ ومرجع فتویٰ عالم ربانی ،شریعت وطریقت کے بدر کامل اور کثیر المریدین شیخ طریقت تھے ۔اس وقت عالم اسلام کی سب سے معروف شخصیات میں آپ کا شمار تھا۔عرب وعجم کے علما ومشائخ کو آپ کے علم وعمل ،فضل وکمال اور فقہ وفتویٰ پر مکمل اعتماد تھا۔آپ کی ذات والا شان سے سنیت نہ صرف ہندوستان ، بلکہ بیرون ہندوستان بھی بے حد مضبوط تھی۔

اللہ رب العزت نے احقاق حق وابطال باطل کا جذبہ صادق بطور خاص آپ کو ودیعت فرمایا تھا۔مسلک حق مسلک اہل سنت وجماعت کے معتقدات ومعمولات کی تائید اور فرق باطلہ کی تردید آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ جماعت اہل سنت میں بھی اگر آپ خلاف شرع امور دیکھتے تو عوام ہوں کہ خواص، بروقت وبرمحل اس پر گرفت فرما کر ایضاح مسئلہ شرعیہ کا فریضہ انجام دیتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ ۲۰۱۰ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ دارالعلوم قادریہ غریب نواز (ساؤتھ افریقہ) کے وسیع وعریض احسن العلما ہال میں خطاب فرما رہے تھے۔آپ نے اپنے عربی خطبہ میں آیت درود کی تلاوت فرمائی ۔اثنائے تلاوت کسی نے نعرہ لگا دیا۔عربی خطبہ مکمل فرما کر حضور تاج الشریعہ نے مسئلہ شرعی کی جو وضاحت فرمائی ،وہ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے فرمایا:''میں نے آیت درود پڑھی ،ابھی وہ پوری نہیں ہو پائی تھی کہ کچھ حضرات نے اس آیت کی تلاوت کے دوران کوئی نعرہ لگایا۔اس سلسلے میں شرعی مسئلہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت جب شروع ہو تو شروع سے لے کر کے ختم تک یعنی قاری کی تلاوت جب تک ختم نہ ہو، سننے والوں کے اوپر چپ رہنا اور خاموشی سے سننا فرض ہے ۔آیت درود کا بھی یہی حکم ہے ۔ جب آیت درود پوری ہو جائے تو اس کے بعد درود شریف پڑھیں یا جو بھی ذکر زبان سے کریں ،اس کی اجازت ہے ۔دوران تلاوت اس کی اجازت نہیں ہے کہ کوئی slogan یا کوئی نعرہ یا کوئی آواز دوران تلاوت نکالی جائے ۔قرآن کریم کا ارشاد ہے:{**اذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلكم ترحمون**} جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سننے کے لیے پہلے سے مستعد رہو،اور اس کی تلاوت کے دوران خاموش رہو،اور اس کو سنو''لعلکم ترحمون'' تاکہ تمہارے اوپر اللہ کی رحمت ہو۔[خطاب تاج الشریعہ ۲۰۱۰ء دارالعلوم قادریہ غریب نواز- ساؤتھ افریقہ]

تاج الشریعہ کے درج بالا خطاب کے تمام جملے اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ حق کی ترویج واشاعت ،دینی مسائل کی حفاظت وصیانت اور نظام مصطفیٰ علیہ التحیہ والثنا کے نفاذ کے جذبہ صادق سے سرشار تھے۔

سیدی وسندی تاج الشریعہ مجھ خاکسار سے بے حد محبت فرمایا کرتے تھے۔ جب بھی ساؤتھ افریقہ تشریف لاتے ،مجھ حقیر کو یاد فرماتے تھے میں حاضر بارگاہ ہوتا تو قریب فرماتے ،راز ونیاز کی باتیں کرتے ،بوقت رخصت نذر و نیاز پیش کرتا تو مسکرا کر پیار بھرے لہجے میں فرماتے: ''ارے بھائی! آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں''۔میری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اکثر اہل محفل سے فرماتے کہ میں مولانا سید علیم الدین صاحب کو ساؤتھ افریقہ سے پہلے جب یہ تنزانیہ میں تھے،تب سے جانتا ہوں اور ان کی دینی خدمات کا معترف ہوں۔حضور تاج الشریعہ دارالعلوم قادریہ

غریب نواز (لیڈی اسمتھ : ساؤتھ افریقہ) کے اجلاس میں متعدد بار مجھ خاکسار کی دعوت پر تشریف فرما ہوئے۔اس کے علاوہ بھی آپ جب لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ نزول اجلال فرماتے تو دارالعلوم ضرور تشریف لاتے تھے۔دارالعلوم کا نظم ونسق اور نصاب تعلیم ونظام تربیت دیکھ کر بے حد خوش ہوتے اور دعائیں دیتے تھے۔ڈاکٹر محمد منصور معینی (جوہنس برگ) سے تاج الشریعہ کے انتقال کی اندوہناک خبر موصول ہوئی تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک پڑے اور دل ودماغ کا عالم زیروزبر ہوگیا۔بمشکل آیت استرجاع تلاوت کرسکا۔یقیناً حضور تاج الشریعہ کا انتقال علم وعمل،فضل وکمال اور فقہ وافتا کے عہد کا خاتمہ ہے۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو تم ڈھونڈ ھنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

تاج الشریعہ،ایک عبقری شخصیت

علامہ ڈاکٹر غلام زرقانی قادری چیئرمین حجاز فاؤنڈیشن آف امریکہ

کچھ لوگ اپنے خانوادے کی شہرت وعزت کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں،کچھ اپنی کسبی صلاحیت،فکروبصیرت اور علوم وفنون پر گہرے مطالعہ کی نسبت سے معاشرے میں اپنی پہچان بنانے میں کامیاب ہوتے ہیں،اور بعض ایسے بھی ہیں،جو خداداد زہد وتقویٰ،عبادت وریاضت اور مناجات سحر گاہی میں رقت انگیز لمحات گزارنے والے کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں،اور کچھ تو وہ بھی ہوتے ہیں،جو حسن وجمال،ملاحت وبشاشت اور چہرے پر ٹوٹ ٹوٹ کر برسنے والے انوار وتجلیات کی وجہ سے لوگوں میں امتیازی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہیں،تاہم حیرت بالائے حیرت یہ ہے کہ تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کی ذات پر عقابی نگاہ ڈالنے والے سے یہ حقیقت کسی طور پوشیدہ نہیں رہتی کہ موصوف شہرت وعزت کی بلندی پر فائز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں،کسبی علوم وآگہی کے حوالے سے بھی اپنے معاصرین میں ممتاز ہیں اور وہبی خشیت خداوندی اور تقویٰ وپرہیزگاری کی دولت سے بھی مشرف ہیں،نیز چہرے کی نورانیت اور حسن وجمال کی بات ہی کیا ہے،کہ جو دیکھے بس دیکھتا رہ جائے اور جو نہ دیکھے اسے ایک جھلک دیکھنے کی تڑپ ہزاروں میل کا سفر کرنے پر مجبور کردے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی علمی مجلس کے حاضر باش گواہ ہیں کہ کسی بھی موضوع پر وہ بہت گہرائی میں اتر کر گفتگو کرتے تھے اور سبھوں کو اپنے دلائل وبراہین سے مطمئن کرنے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتے تھے۔اسی طرح فقہی سیمیناروں میں آپ موضوع بحث گفتگو کے درمیان ایسے ایسے نکات اور انکشافات کرتے کہ پہلے سے مقالہ تیار کرنے والے محققین،علما اور فقہا تک حیران رہ جاتے۔بسا اوقات تو بات سے بات نکالتے ہوئے ایسے مقام تک پہنچ جاتے،جہاں اچھے اچھوں کی نگاہ تک نہیں پہنچتی تھی۔اور حیرت بالائے حیرت تو یہ ہے کہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے بیشتر اوقات یا تو دور دراز کے سفر میں گزرتے،یا پھر معتقدین ومتوسلین سے ملاقات کرتے ہوئے،تاہم جب بات دینی علوم وفنون کی ہوتی،تو ایسا محسوس ہوتا کہ جناب کے شب وروز پڑھنے پڑھانے میں ہی گزرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ شعروشاعری کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے۔گو دوسرے شعراء کی طرح انہوں نے کلام کہنے کی بالقصد کوششیں نہیں کی ہیں،تاہم جو بھی فطری طور پر آمد ہوگئی،اسے ضرور لکھا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کی شاعری کمیت وکیفیت دونوں اعتبار سے بہت خوب ہے۔آپ کے نعتیہ کلام میں نئے نئے ردیف وقافیے ملتے ہیں،جو اس بات پر شاہد ہیں کہ اچھے اشعار کہنے پر آپ قدرت رکھتے تھے۔صرف اردو زبان ہی نہیں،بلکہ آپ سے کئی کلام عربی میں بھی منسوب ہیں،جو اہل عرب سے پذیرائی حاصل کرچکے ہیں۔آپ کے نعتیہ کلام کے مجموعہ ''سفینۂ بخشش اور نغمات اختر خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ان میں سے بیشتر نعتیں تو ایسی ہیں،جنہیں ہندوپاک کے چوٹی کے نعت خوانوں نے اپنے پرکشش انداز

میں پڑھ کر عام وخواص تک پہنچا دیا ہے۔ برقی ذرائع کے ذریعہ اردو داں طبقہ ساری دنیا میں انہیں سن رہا ہے اور خوب محظوظ بھی ہو رہا ہے۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ وعظ وخطابت بھی خوب کرتے تھے۔ کسی لمبی چوڑی تمہید کے بغیر ضرورت وحالات کے پیش نظر نپے تلے الفاظ میں بات شروع کر دیتے۔ حق کہتے اور اظہار حق کے سلسلے میں کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ صاف صاف لب ولہجے میں بات کرتے اور کھل کر بولتے۔ بدمذہبوں، گستاخوں اور بدعقیدوں کے خلاف بولتے ہوئے نرمی نہیں، بلکہ سختی اپنائے رکھتے۔ چونکہ بات مدلل ہوتی اور تحقیق شدہ ہوتی، اس لیے بے جھجک بولتے اور پورے اعتماد کے ساتھ خطاب کرتے۔ دینی بزموں میں جب کسی مقرر سے کوئی جملہ خلاف شریعت نکل جاتا، تو اپنے جد امجد مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسے فوراً ٹوک دیتے اور اسی وقت اسے اصلاح کرنے پر مجبور کر دیتے۔ اسی طرح نعتیہ کلام میں پائے جانے والے سقم پر بھی آپ نے کبھی بھی کوئی سمجھوتہ نہیں فرمایا، بلکہ ایک منٹ کی تاخیر کیے بغیر ہی اسے درست کر دیا، یا پھر اسے حذف کروا دیا۔ اور کبھی ایسا بھی ہوا کہ مقرر یا نعت خواں کی بات نہایت ہی غلط اور ایمان ویقین کے خلاف تھی، تو بھری بزم میں اس سے اعلانیہ توبہ کروایا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ عام حالات میں سب کے سامنے کسی کی اصلاح کرنا آسان نہیں ہوتا ہے، اس لیے کہ جس کی اصلاح کی جا رہی ہے، وہ اپنی قصر شان سمجھتے ہوئے ناراض ہو جاتا ہے اور معاملہ بگڑ جاتا ہے۔ تاہم اہل علم کے درمیان حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات گرامی کی علمی دھاک ایسی قائم رہتی تھی کہ بھرے مجمع میں گرفت سے نہ تو کسی کو تکلیف ہوتی تھی اور نہ ہی لوگوں کے سامنے توبہ کرتے ہوئے اسے عار محسوس ہوتا تھا۔ میں خود ایک واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں کہ جب ہیوسٹن میں ایک عالمی شہرت یافتہ عالم دین نے دوران گفتگو حرکت زمین کے حوالے سے کوئی بات کہہ دی، حضرت نے بلا تامل ٹوک دیا اور اصلاح فرمائی، تاہم مقرر کے چہرے پر نہ تو پشیمانی کے قطرے تھے اور نہ ہی چہرے پر اظہار ناراضگی۔ یہ اس لیے کہ آپ ہمارے رہبر ورہنما تھے اور اپنے رہبر کی گرفت پر شکوہ کیوں کر ممکن ہے، جب کہ واقعی وہ بات خلاف شریعت اور حقیقت سے متصادم ہو۔

پھر زبان وبیان کے حوالے سے بھی آپ معاصرین میں ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کو بیک وقت اردو، فارسی، عربی اور انگلش پر عبور تھا۔ آپ متذکرہ زبانوں میں بہ آسانی لکھتے، پڑھتے اور بولتے بھی تھے۔ میں نے سنا ہے کہ جب آپ مصر تشریف لے گئے، تو فصیح عربی میں کلام بھی کیا اور خطابت بھی فرمائی، جسے دیکھ کر اہل عرب حیران رہ گئے۔ اسی طرح میں نے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا کہ ہیوسٹن کی سرزمین پر ایک بزم میں جب حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی نے تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے سامنے مائک کرتے ہوئے انگریزی میں خطاب کی فرمائش کر دی، تو بلا تاخیر حضرت نے نہایت ہی معیاری انگریزی میں خطاب شروع کر دیا۔ ہم سب ایک دوسرے کا منہ تکتے رہے کہ بسیار سفر اور بھانت بھانت کے لوگوں سے مسلسل ملاقات کے سہارے انگریزی میں روزمرہ کی گفتگو سمجھ لینا اور ضرورت کی حد تک بول لینا تو حیران کن نہیں ہے، تاہم باقاعدہ کسی فکری موضوع پر دیر تک گفتگو کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ اردو تو خیر مادری زبان ٹھہری، پھر مدارس اسلامیہ میں درس نظامی مکمل کرنے کی وجہ سے فارسی زبان پر گرفت، نیز جامعہ ازہر مصر میں تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے عربی زبان پر عبور، تو سمجھ میں آتا ہے، لیکن انگریزی زبان پر بلا تکلف گفتگو کے ساتھ ساتھ خطاب پر قدرت کہاں سے حاصل کی، یہ کسی کے علم میں نہیں ہے۔ اسے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہبی ملکہ کہوں تو شاید بے جا نہ ہو۔

میں نے عرض کیا کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ وہبی اور کسبی دونوں صلاحیتوں سے مالا مال تھے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ اللہ رب العزت نے حسن وجمال کی دولت بے بہا سے بھی خوب خوب نواز رکھا تھا۔ مولانا حافظ اسرار صاحب بیان کرتے ہیں کہ چند سالوں پیشتر حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اڑیسہ کے ایک علاقے میں تشریف لا رہے تھے، اس لیے جمشید پور سے بھی ایک قافلہ ان کی زیارت کے لیے پہنچ گیا۔ طے شدہ پروگرام

کے تحت آپ بذریعہ جہاز اڑیسہ کے دارالحکومت ''پوری'' پہنچے اور وہاں سے بذریعہ کار چل پڑے۔ راستہ طویل تھا اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علالت کی وجہ سے بیٹھے بیٹھے تھک جاتے تھے اور جگہ جگہ گاڑی تھوڑی دیر روکنی پڑتی تھی۔ اس طرح جلسہ گاہ میں پہنچتے پہنچتے بہت تاخیر ہوگئی۔ عینی شاہدین کہتے ہیں کہ مقررین نے اپنے خطابات ختم کر لیے، تاہم لوگوں کی بھیڑ اب تک جلسہ گاہ میں صرف اس لیے موجود تھی کہ آپ کی ایک جھلک دیکھنے کی سعادت حاصل کر سکے۔ حافظ اسرار صاحب بتاتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نماز فجر سے تھوڑی دیر قبل جلسہ گاہ پہنچے، لیکن لوگ ڈٹے رہے اور بھیڑ جیسی ابتدائے بزم میں تھی، ویسی ہی اخیر تک موجود رہی۔ اور یہ حقیقت تو تواتر سے ثابت ہے کہ آپ کی زیارت نہ کرنے والے بہت سے اجنبی ایسے تھے جو ایک جھلک دیکھتے ہی تائب ہو گئے اور آپ سے مرید ہونے کی خواہش ظاہر کر دی۔

ویسے حسن و جمال تو اپنوں کے علاوہ غیروں کے یہاں بھی دکھائی دیتا ہے، اس لیے ظاہری حسن و جمال سے بڑھ کر جو بات میرے خیال میں قابل ذکر ہے، وہ ہے آپ کے چہرۂ مبارکہ پر وہبی انوار و تجلیات کی بارش۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ حسن و جمال کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت نے شخصیت میں جو کشش و جاذبیت رکھی تھی، وہ بلاشبہ آپ کی ولایت اور بارگاہ الٰہی میں مقبولیت کی دلیل ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کا ایک ایک لمحہ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اپنے پروردگار حقیقی کی رضا جوئی میں گزرے، بلکہ وہ جس نے ایک ایک لمحہ اپنے پروردگار کے لیے کر رکھا ہو، اس پر غیر معمولی الطاف و نوازش، بخشش و عنایت اور کرم و عطا کے آسمانی دروازے کھل جائیں، تو حیرت کیسی!

سلسلہ قادریہ کی بڑے پیمانے پر خدمت

از: مولانا محمد حنیف حبیبی مصباحی (اڑیسہ)

حضور تاج الشریعہ، علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری قدس سرہ کا سانحۂ ارتحال قوم و ملت کا وہ عظیم خسارہ ہے جس کی بھرپائی بہت ہی مشکل ہے۔ آپ کے فضل و کمال، زہد و ورع، تقویٰ و طہارت اور تصلب و عزیمت کا ایک جہاں معترف ہے۔ جہاں آپ مسند افتا کے صدر نشین اور اسلاف کے کردار و تقدس کے امین تھے، وہیں آپ قاضی القضاۃ فی الہند اور عالم اسلام کی عبقری شخصیت تھے۔ آپ صرف بڑے باپ کے بیٹے یا پدرم سلطان بود کے مصداق ہی نہیں تھے، بلکہ آپ مفتی اعظم ہند کے سچے جانشین، حجۃ الاسلام کے مظہر اتم اور مجدد اعظم، امام احمد رضا کے علوم کے صحیح وارث تھے۔

آپ نے باطل سے کبھی مصالحت نہیں کی۔ حکومت وقت کے حکام و وزرا کو خاطر میں نہیں لاتے۔ خوشامد و تملق تو بڑی بات ہے، اس سے ہنس کر ملنا بھی غیرت و حمیت کے منافی جانا۔ نامساعد حالات اور بگڑتے ماحول کی پرواہ کیے بغیر اظہار حق کیے۔ تحریر، تقریر اور تحریک کے ذریعہ باطل کی سرکوبی فرمائی۔ بدلتے دور کے ہر اٹھتے فتنہ کے خلاف آپ نے صدائے احتجاج بلند کی۔ محبوبیت اور مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جہاں پہنچ جاتے، خلق خدا امنڈ پڑتی۔ رخ زیبا کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے لوگ سراپا شوق بنے رہتے۔ آپ عہد حاضر کے سب سے بڑے مرشد برحق اور شیخ طریقت تھے کہ جن سے شرف بیعت حاصل کرنے کے لیے بیک وقت لاکھوں افراد تیار رہتے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ کی جس بڑے پیمانے پر خدمت کی ہے، دور دور تک اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اہل علم کے لاینحل مسائل کی عقدہ کشائی آپ کا حصہ تھا۔ بوقت اختلاف آپ کا فرمان قول فیصل کی حیثیت رکھتا تھا، غرضیکہ آپ کی ہمہ جہت شخصیت تمام اوصاف و کمالات اور محاسن و محامد کی جامع نظر آتی ہے۔ سچ کہا ہے کہنے والے نے

لیس علی اللہ بمستنکر　　ان یجمع العالم في واحد

مورخہ 07: ذوقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق 20: جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعۃ المبارکہ جب آفتاب بریلی کے افق میں غروب ہوا، ٹھیک اسی وقت علم

وعمل، زہد و پارسائی اور حق گوئی و بے باکی کا خورشید مبین آغوش لحد میں دائمی نیند سو گیا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مظہر اعلیٰ حضرت، حضور تاج شریعت قدس سرہ کے وصال پر ملال پر ہر آنکھ اشک بار اور سارا عالم اسلام سوگوار ہے۔ درسگاہیں اداس اور خانقاہیں نوحہ خواں بنی ہوئی ہیں۔ افتا و قضا کی محفلیں سونی سونی سی اور تحقیق و تدقیق کی انجمنیں بجھی بجھی سی نظر آتی ہیں۔

اکیلا ہوں مگر آباد کر دیتا ہوں ویرانہ
بہت روئے گی میرے بعد میری شام تنہائی

ہم دارالعلوم مجاہد ملت واقع خانقاہ رضویہ حبیبیہ دھام نگر شرف (اڑیسہ) سے ماہ نامہ ''پیغام شریعت'' کے ذریعہ شہزادہ تاج الشریعہ، مخدوم گرامی عالی مرتبت حضرت علامہ عسجد رضا قادری صاحب قبلہ مدظلہ النورانی کی خدمت بابرکت میں بالخصوص، اور جملہ پسماندگان کو بالعموم تعزیت پیش کرتے ہیں۔ صبر و شکر کا سبق دنیا آپ سے اور آپ کے خاندان سے سیکھتی ہے۔ ہمیں اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہنا۔ صرف یہ عرض کرنا ہے کہ بریلی شریف کی مرکزیت کے اعتراف کے ساتھ ہم تاج الشریعہ کے فتاویٰ اور آپ کے شرعی موقف کی پرزور تائید وحمایت کرتے ہیں، نیز ہم غلامان تاج الشریعہ عہد کرتے ہیں کہ آپ کی قیادت میں جو بریلی کا شرعی فیصلہ ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ ہم بصد شوق اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ خدائے قادر و قیوم آپ کے درجات بلند فرمائے اور دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ و استحکام کے لیے آپ کو مزید حوصلہ، قوت اور تحقیق بخشے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

سخت ویراں ہے جہاں تیرے بعد

از: مولانا عبدالخبیر مصباحی اشرفی (یوپی)

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، تاج تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کی شخصیت عالمی شہرت یافتہ تھی۔ آپ کے دنیا سے پردہ فرمانے سے پورے عالم اسلام کا خسارہ ہوا، جس کی بھرپائی بہت مشکل ہے۔ انہوں نے پوری زندگی دین وسنیت اور مذہب ومسلک کی ترویج واشاعت میں صرف کر دی۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا تعلق مشہور علمی وروحانی خانوادہ، خانوادۂ رضا سے تھا۔ حضرت تاج الشریعہ سہ لسانی شاعر بھی تھے اور خطیب بھی۔ ہند و پاک اور بنگلہ دیش میں آپ کا خطاب اردو میں ہوتا تھا۔ عرب ممالک میں عربی اور یوروپین وامریکن ممالک میں انگریزی میں خطاب فرماتے تھے۔ اردو و عربی دونوں زبانوں میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ ان دونوں زبانوں میں آپ کی برجستہ گوئی اس پر شاہد عدل ہے۔ آپ کی شاعری میں فصاحت وبلاغت، ندرت خیال اور حسن ترتیب دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ان زبانوں کے قدیم وجدید اسلوب سے واقف تھے۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے مریدین تقریباً تمام براعظم میں پائے جاتے ہیں۔ یورپ وامریکہ کہ بہ نسبت ایشائی ممالک میں مریدین کی تعداد زیادہ ہے۔ مریدین میں ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ علما، مشائخ، صلحا، صوفیا، شعرا، ادبا، طلبہ، ریسرچ اسکالرز، پروفیسر ولیکچررز، قائدین ومفکرین، مصنفین ومحققین اور عوام وجہلا سبھی آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہیں۔ زمرۂ مریدین میں اہل علم ودانش کی شمولیت اور اہل علم وفضل کی آپ سے قربت کی بنا پر آپ کے خلفا کی تعداد بھی کثیر ہے۔

غالباً ۱۹۹۴ء کی بات ہے جب میں نے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو پہلی بار دیکھا تھا۔ حضرت کی آمد مالیگاؤں (مہاراشٹر) میں ہوئی

تھی۔جس گھر میں آپ کا قیام تھا،اس گھر میں میری بھی آمدورفت تھی۔الحمدللہ مسلسل تین روز تک خدمت کا موقع میسر آیا۔واہ! کیا ذات تھی ،سادہ طرز زندگی تھی،حسن اخلاق اور لطف وکرم کے پیکر جمیل تھے۔وقت رخصتی دعائیں دیں۔سر پر ہاتھ رکھے۔آج بھی ان نرم وگداز ہاتھوں کے لمس کا احساس ہوتا ہے۔

ان کے جاتے ہی یہ کیا ہوگئی گھر کی صورت　　نہ وہ دیوار کی صورت ہے نہ در کی صورت

آہ! جہان علم وفن کا ایک نیّر تاباں غروب ہوگیا۔

مفتی محمد عالمگیر مصباحی دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور راجستھان

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت بارزہ وزاہرہ علم وعمل فکر وفن فقہ وبصیرت اصابتِ فکر ونظر زہد وورع توکل واستغناء تقوی وتدین اخلاق ومروت ارشاد وتبلیغ رافت ورحمت اخوت ومودت اصلاح وتذکیر حزم واحتیاط عفت و پاکیزگی تدریس وافتاء بحث وتمحیص تحریر و تقریر خطابت ومناظرہ ترجمہ وتصنیف وصالح قیادت سے عبارت تھی۔آپکے اوصاف وکمالات علمیہ وفقہیہ ومحاسن ومحامد کو دیکھ کر زبان قال پر برجستہ یہ شعر جاری ہوا۔

ليس على الله بمستنكرٍ　ان يجمع العَالَم في واحدٍ

آپ نے اپنی دینی وعلمی تعلیمی وتدریسی فقہی وحدیثی تبلیغی ورفاہی تحریری وتصنیفی تقریری وارشادی واصلاحی خدمات دینیہ جلیلہ کی تابشوں و ضیاپاشیوں سے ایک جہان اور عالم دین وسنیت ومسلک اعلیٰ حضرت کو مُستفیض ومُستنیر ومُنور ومجلی ومُصفی ومُزکیٰ ومُعطر ومُشکبار ولالہ زار کر دیا۔

ع　ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

آپ کے وصال پُر ملال سے دنیائے سنیت میں ایسا علمی وفقہی وتبلیغی خلا پیدا ہوگیا جس کا پر ہونا بظاہر مشکل نظر آتا ہے۔مولیٰ عزّ وجلّ کی بارگاہ قدس میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپکو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطافرمائے اوراپنے جوارِرحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور جماعت اہل سنت میں آپکے اَمثال پیدا فرمائے اور آپکا نعم البدل عطافرمائے۔حضور تاج الشریعہ کی نماز جنازہ میں شرکت کرتے ہوئے فقیر راقم الحروف نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کی نمازِ جنازہ میں لاکھوں خوش عقیدہ مسلمانانِ عالم نے شرکت کی یہ بارگاہِ الٰہی میں آپکی مقبولیت کی بیّن دلیل ہے،جس مقبولیت کو حدیث پاک میں یوں فرمایا گیا ہے:

ان اللّٰـہ اذا احب عبدا دعا جبرئیل فقال انی احب فلانا فاحبه قال فیحبه جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللّٰـہ یحب فلانا فاحبوه فیحبه اهل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۴۲۵ باب الحب فی اللّٰہ)

آپ کی تمام تر خدمات دینیہ جلیلہ کو اپنی بے نیاز بارگاہ میں قبول فرمائے۔آپ کے فرزندار جمند جانشین حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان صاحب قبلہ قادری بریلوی ناظم اعلیٰ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا وناظم شرعی کونسل آف انڈیا مرکز اہل سنت بریلی شریف ودیگر پسماندگان وخلفاء کو صبر جمیل واجر جزیل عطافرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ حبیبه سید المرسلین علیه واله افضل الصلوات و ازکی التحیات

شریک غم　محمد عالم گیر رضوی مصباحی امجدی عفی عنہ

حضور تاج الشریعہ عدیم المثال عبقری

مفتی انوار القادری شیخ الحدیث دار العلوم اشاعت الاسلام جھریا دھنباد جھارکھنڈ.

اختر برج ولایت، منبع رشد و ہدایت، راہبر راہ طریقت، وارث علوم اعلی حضرت، نبیرہ حجۃ الاسلام جگر گوشۂ مفسر اعظم، جانشین مفتی اعظم، حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی الشاہ اختر رضا خان قادری ازہری نور اللہ مرقدہ کی علمی و عملی بے شمار یادگاروں میں ایک زندہ و پائندہ یادگار جامعۃ الرضا بریلی شریف ہے، جو آپ کی محنت شاقہ سے وجود میں آیا۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی چلتی پھرتی کرامت تھے۔ ان کے علم سے مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا علم جھلکتا تھا۔ ان کے عمل سے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے عمل کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ انکی فکر سے فکر رضا کی خوشبو آتی تھی۔ انکی خلوت وجلوت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خلوت وجلوت کا نمونہ تھی۔

امام الائمہ سیدنا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح میں لکھا ہے کہ کسی بزرگ کو خواب میں حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، عرض کیا حضور! ہم آپ سے ملنا چاہیں تو آپ ہمیں کہاں ملیں گے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "عند علم ابی حنیفہ "ابو حنیفہ کے علم کے پاس، اس چھوٹے سے ایمانی واقعہ کے تناظر میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ شیدایان حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ جو پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، اگر انہیں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے علمی ملاقات کا شوق مہمیز کرے تو انہیں چاہیے کہ وہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے گلشن کتب کی سیر کریں، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی سطر سطر میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا علمی جلوہ نظر آئے گا، اس لیے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے علم وفکر، حکمت ودانائی، طہارت و پاکیزگی، حلم و بردباری، خلوص وللّٰہیت، شرم و حیا، صبر وقناعت، صداقت واستقامت، زہد وتقوی، اور اخلاق حسنہ کے مظہر اتم اور عکس جمیل تھے۔ حضور تاج الشریعہ کی رحلت عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، محبان اہل بیت اطہار اور اہل سنت و جماعت کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔

اللہ رب العزت حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند کرے، اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور بروز قیامت شفاعت رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نصیب فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

آہ ! میرے تاج الشریعہ نہ رہے

خلیفۂ تاج الشریعہ مفتی محمد علاء الدین نوری مصباحی شیخ الحدیث دار العلوم گلشن بغداد رام پور یوپی

۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ء جمعہ کی شام جونہی سنی نیٹ ورک پر حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ کے وصال پر ملال کی اندوہناک خبر پھیلی پھر کیا تھا عاشقان تاج الشریعہ میں ہلچل مچ گئی، دنیائے اسلام سوگوار ہوگئی، فونوں کی گھنٹیاں بجنے لگیں، تاج الشریعہ کی عقیدت ومحبت کا درد اٹھا، دلوں میں الفت کا ہیجان پیدا ہوا، جنازہ وتدفین کا فیض لینے کے لیے کسی نے ٹرین کا رخ کیا تو کسی نے ہوائی اڈا کا، کوئی بس اسٹاپ کی طرف چلا تو کوئی اپنی گاڑی لیکر چل پڑا۔ ہر طرف صرف ایک ہی صدا تھی کہ چلو بریلی چلو، تاج الشریعہ کی نماز جنازہ میں چلو، تاج الشریعہ کی تدفین میں چلو، جس طرح ہو چلو، جدھر سے ہو چلو۔ بہرکیف جس طرح موقع ملا، جیسے ممکن ہوسکا بریلی شریف پہنچ گئے۔ دیکھتے دیکھتے عاشقان تاج الشریعہ سے بریلی شریف کا چپہ چپہ بھر گیا، اور پچاسوں لاکھ سے بھی زیادہ بھیڑ جمع ہوگئی، متوالوں کا سیلاب عشق کے سمندر سے بہہ پڑا۔

۲۲؍جولائی ۲۰۱۸ء بروز اتوار کی صبح تقریباً گیارہ بجے تاج الشریعہ رحمہ اللہ کا جسم مقدس اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف کے وسیع میدان میں پہنچا، بے شمار صفیں لگیں، نماز کی تیاری مکمل ہوئی اور شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا عسجد رضا مدظلہ العالی کی اقتدا میں نماز جنازہ ساڑھے گیارہ بجے کے آس پاس ادا کی گئی۔ حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت اور نماز جنازہ میں پروانوں کی بھیڑ دیکھ کر مجھے بخاری شریف کی یہ حدیث یاد آئی: **عن أبي هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال اذا احب الله العبد نادیٰ جبرئيل ان الله يحب فلانا فاحبه فيحبه جبرئيل فنادی جبرئيل فی اهل السماء ان الله يحب فلانا فاحبوه فيحب اهل السماء ثم يوضع له القبول فی الارض** (الصحیح البخاری) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبریل امین کو ندا فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت سے فرماتا ہے تم اس سے محبت کرو تو جبریل امین محبت کرنے لگتے ہیں پھر جبریل امین آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تو تم اس سے محبت کرو تو آسمان والے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین میں اتاری جاتی ہے۔

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کی خداداد عظمت و رفعت، شہرت و مقبولیت کو دیکھ کر اگر میں یہ کہوں کہ اس حدیث پاک کے صحیح مصداق علامہ ازہری رحمہ اللہ ہیں تو غلط نہیں ہوگا، یقیناً حق ہوگا۔

اللہ تعالیٰ میرے مرشد اجازت حضور تاج الشریعہ کے علمی و روحانی فیوض و برکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے اور ان کے چھوڑے ہوئے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

حضور تاج الشریعہ؛ تاج الشریعہ کیوں!

از: حضرت علامہ محمد ارشد نعیمی قادری ککرالوی فاضل ومفتی جامعہ نعیمیہ مرادآباد یوپی

حضور تاج الشریعہ کی زندگی پاک کا وہ دور جس میں مذاہب فاسدہ وعقائد کاسدہ پیش از پیش مجتمع ہوئے اور اسی کے ساتھ فرق ضالہ کا انشعاب بکثرت موجود رہا، ایسے پرآشوب ماحول میں آپ کا وجود ہم سب کے لیے اللہ لم یزل کی طرف سے تحفۂ شاداب رہا، کہ آپ نے تحریر و تقریر تصنیف و تالیف، بیعت و ارشاد کے ذریعہ مذہب حقہ حق الحق کو معاندین ومنکرین پر خوب ظاہر فرما کر اسلامی علم کو سرخروئی عطا فرمائی آپ کے کثیر فضائل محمودہ اوصاف مشہورہ میں جو سب سے اعلیٰ واکرم وصف پاک ہے وہ آپ کا علم وفضل تھا جس کی بدولت آپ حلقہ اہل سنت کے علماء و فضلا پر تفوق وتفضّل حاصل کیے رہے، اہل سنن کے لیے آپ کی صحبت ومعیت وایتلاف وموانست کسی لعل وگوہر سے کم نہیں تھی، آپ کے نوک قلم سے نکلے ہوئے کواکب حسنہ ایسے جامع ومانع ہوئے کہ جن کو اختلاف امصار وتبدل اعصار نہ بدل سکے۔ جب بھی آپ نے شرع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے قلم کو حرکت دی تو اس پر تردید کرنا بڑے بڑے علم کے جیالوں کے لیے محال ثابت ہوگیا، آپ اپنے جد اعلیٰ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت ومفتی اعظم عالم رضی اللہ عنہما کے مسلک پر بحسن خوبی فائز المرام رہے، کروڑ سے زائد افراد آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے، جو کہ آپ کے ولی وقت صوفی وقت قطب وقت ہونے کا اشارہ کرتے ہیں۔

آپ کا تفقہ فی الدین وخدمت دین متین وعشق سید المرسلین دیکھ کر مفتیان عظام مشائخ کرام نے آپ کو تاج الشریعہ کے لقب سے ملقب فرمایا یہاں تک کہ آپ کا غلغلہ سمک سے سماک تک جا پہنچا جسے دیکھ کر علمائے اہل سنن عش عش کرا ٹھے۔ تاج الشریعہ یقیناً ہم سب کے لیے اللہ حق سبحانہ کی طرف سے اعظم وافضل اتم واکمل نعمت رہے مگر افسوس ہم کما حقہ اس فیض بحر سے مکمل فیضیاب نہ ہو سکے اور آپ ہم سب کو کرب و

اضطراب رنج ومحن میں روتا بلکتا چھوڑ کر اس دار فانی سے دار الخلد کی طرف راہی ہو گئے۔ ایسی نعمت عظمی کے لیے ہم سب کو چاہیے کہ آپ کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھ کر آپ کے لیے بارگاہ لم یزل میں دعا بلندی درجات وایصال خیر وبرکات کرتے رہیں، تاکہ آپ کے فیوض وبرکات ہم سب کے لیے ذریعہ نجات ثابت ہوتے رہیں۔ آمین آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

حضور تاج الشریعہ: تقویٰ واتباع شرع

از: مولانا محمد ہاشم رضا قادری امجدی: جامعہ امجدیہ رضویہ (گھوسی)

آپ دور طالب علمی سے ہی شریعت مطہرہ کے ایسے پابند تھے جس کی مثال آج کے طلبہ میں ملنا نہایت مشکل ہے۔ آپ کے بچپن کا ایک واقعہ بہت مشہور ہے۔ ''جب آپ مدرسے سے واپس ہوئے تو سیدھے اپنے نانا جان کی خانقاہ میں چلے گئے اور ایک تسبیح کو ہاتھ میں لے کر ادھر ادھر ٹٹولتے اور حضور مفتی اعظم سے عرض کرتے۔ دیکھو نانا! آپ تو دن ورات تعویذ بناتے ہیں اور میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتا رہتا ہوں''۔

آپ نے ہمیشہ شریعت مصطفوی پر مضبوطی سے عمل کیا۔ حرام تو حرام، آپ مکروہات سے بھی اپنے آپ کو بچانے کی بھرپور کوشش کرتے۔ ایک مرتبہ جب آپ امریکہ میں زیر علاج تھے اور آپ کی آنکھ کا آپریشن (Operation) ہونا تھا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ اس کے لیے آپ کو بے ہوشی کا انجکشن (Injection) لگوانا ہوگا، ورنہ آپ کو کافی تکلیف ہوگی، لیکن حضرت نے صاف انکار فرما دیا اور ارشاد فرمایا: چونکہ اس میں اسپرٹ (Spirit) کی آمیزش ہے، اس لیے میں اس کو استعمال نہیں کروں گا اور آپ نے ایسے ہی آپریشن کا حکم دے دیا۔ تقریباً بیس منٹ تک آپریشن چلتا رہا اور آپ پرسکون رہے۔ ذرہ برابر بھی حرکت نہیں فرمائی۔ ڈاکٹر یہ دیکھ کر حیران تھے۔ موجودہ لوگوں کا بیان ہے کہ آپریشن کے درمیان آپ کی انگلیوں میں مثل تسبیح پڑھنے کے حرکت ہو رہی تھی اور آپ کے لب جنبش کر رہے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا آپ کچھ کلمات کا ورد فرما رہے ہیں۔

آپ ہمیشہ نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی کوشش کرتے، خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں، ائیر پورٹ پر یا ریلوے اسٹیشن پر، ہر جگہ آپ جماعت سے ہی نماز ادا کرتے اور یہ سلسلہ آخری عمر تک جاری رہا اور پابندی کے ساتھ قران مقدس کی تلاوت بھی فرماتے اور دلائل الخیرات شریف بھی پڑھتے۔ افسوس کہ کروڑوں مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمانے والا وہ آفتاب اور ساری دنیا میں اللہ اور رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دین کا پرچم بلند کرنے والا وہ روشن چراغ بالآخر 20: جولائی ۲۰۱۸ء مطابق 07: ذوالقعدۃ ۱۴۳۹ھ بروز جمعہ لاکھوں، کروڑوں عاشقوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملا: اناللہ وانا الیہ راجعون۔ لیکن اس نے عشق مصطفیٰ کی جو شمع اپنے لوگوں کے دلوں میں روشن کی، وہ رہتی دنیا تک ایسے ہی روشن وتابناک رہے گی۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری   کروڑوں رحمتیں ہوں امیر کارواں تجھ پر

بریلی شریف کی سرزمین پر آپ کی نماز جنازہ میں لوگوں کا کتنا ہجوم تھا، یہ تو اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، لیکن دنیا کی مشہور ترین ویب سائٹ www.google.com نے جب اپنی وکی پیڈیا Wikipedia کو اپ ڈیٹ Update کیا تو لکھا:

His last prayer (Namaz Janaza) was attended by almost 40 millions people from all over the world.

یعنی ان کی نماز جنازہ میں ساری دنیا سے تقریباً چار سو لاکھ لوگوں نے شرکت کی: واللہ ورسولہ اعلم

حضور تاج الشریعہ کی وفات حسرت آیات پر

منتخب تعزیتی پیغامات

از: مولانا احمد رضا مصباحی: جامعہ قادریہ حیات العلوم (شہزاد پور، اکبر پور: یوپی)

مورخہ 20: جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعۃ المبارکہ بوقت مغرب فخر از ہر، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ الحاج الشاہ مفتی اختر رضا خان الازہری علیہ رحمۃ المنان رحلت فرما گئے: اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ کی رحلت سے دنیائے سنیت میں ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا۔ جس جس نے بھی خبر سنی، ایک آن کے لیے سکتے میں ہو گیا اور دل تھام کر کہا: افسوس صد افسوس! جماعت اہل سنت کا قائد اور رہنما اب ہمارے درمیاں نہ رہا۔

مرے جنازے پہ رونے والو! فریب میں ہو، بغور دیکھو مَرا نہیں ہوں، غم نبی میں لباس ہستی بدل گیا ہوں

یقیناً حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات وشخصیت، جماعت اہل سنت کے لیے سرمایہ افتخار تھی۔ علوم عقلیہ ونقلیہ میں آپ یگانہ روزگار تھے۔ تصوف ومعرفت، زہد وتقویٰ اور شعور وآگہی میں حضور مفتی اعظم ہند کے پرتَو تھے۔ بالخصوص علم فقہ وافتا میں بے پناہ مہارت رکھتے تھے۔ استفتا کا جواب قوی ومضبوط دلائل سے دیتے تھے، اور جواب میں مقام احتیاط کا خاص خیال رکھتے تھے اور اپنی عملی زندگی بھی راہ حتیاط پر ہی گزاری۔ فقہ دانی کا یہ عالم تھا کہ جزئیات زبان زد ہوا کرتے تھے، بڑے بڑے مفتیان کرام آپ کی جنبش قلم کے منتظر رہا کرتے تھے، جن کے فتوے پر آپ کی تصدیق ہو جاتی، انھیں اپنے علم کی صداقت پر یقین حاصل ہو جاتا تھا۔

جس طرح فقہ وافتا کے آپ تاجور تھے، اسی طرح شعر وادب میں اللہ تعالیٰ نے کمال کی صلاحیت اور حذاقت عطا فرمائی تھی۔ عشق رسالت میں ڈوبی ہوئی آپ کی شاعری قلب مضطر کے لیے راحت وسکون ہے، بلکہ شعر وسخن اور عشق رسالت کے مجموعے نے ہی آپ کو مقبول عوام وخواص بنا دیا، نیز اردو، عربی، انگلش زبانوں پر آپ کی تحریریں موجود ہیں جو آپ کی جلالت علمی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی درجنوں کتابوں کی تعریب اور ترجمہ فرمایا۔

آپ کی شہرت اور مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ بہترین پیر ومرشد بھی تھے۔ کروڑوں کی تعداد میں لوگ بیعت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی حسن صورت دی تھی کہ دیکھنے والا جب آپ کے چہرے پر نظر ڈالتا تو دیکھتے ہی رہ جاتا۔ آپ کی صورت سے علمی وجاہت جھلکتی تھی۔ چہرہ ایسا رعب تھا کہ ہر شخص مرعوب ہوئے بنا نہیں رہتا۔ آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات بہت متأثر کن ہوا کرتے تھے۔ بیک وقت آپ مرشد، عالم، مفتی، محدث، محقق، مدقق، مصنف، مدبر، مفکر، متقی اور شاعر بھی تھے۔ جن کی مثال اس زمانہ میں ملنا مشکل ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات وشخصیت سے متأثر ایک زمانہ ہے۔ علما ہوں یا فقہا، اساتذہ ہوں یا طلبہ، چھوٹے ہوں یا بڑے، سب آپ کے دیوانے اور آپ کی ذات سے متأثر ہیں۔ آپ کی رحلت پر ملک اور بیرون ملک کے اکابر واصاغر علما نے اپنے خیالات وتأثرات اور تعزیت پیش کی ہیں۔ جن کی تعداد شمار سے باہر ہے۔ یہاں ہم اندرون ملک علمائے ہند کے چند تأثرات اور تعزیتی کلمات سے ماخوذ افکار و خیالات کے گوہر آپ کی نذر کر رہے ہیں۔

پروفیسر سید محمد امین میاں مدظلہ العالی (سجادہ نشین: درگاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف)

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا　　فرش پر ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

"ازہری میاں کا وصال دنیائے سنیت کا عظیم نقصان ہے جس کی تلافی ممکن نہیں۔ حضرت والا کا خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سے پانچ پشت کا تعلق تھا۔ والد ماجد حضور احسن العلما علیہ الرحمہ نے ازہری میاں کو جملہ سلاسل طریقت کی خلافت واجازت سے نوازا تھا"۔

حضور سید نجیب حیدر نوری (سجادہ نشین: خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ، مارہرہ شریف)

"حضرت تاج الشریعہ کی رحلت دنیائے سنیت کا ایک عظیم نقصان ہے۔ وہ ایک متصلب عالم شریعت اور باعمل پیر طریقت تھے جن کے دم سے سنیت نہ صرف ہندوستان، بلکہ بیرون ہندوستان میں بے حد مضبوط تھی۔ خانوادۂ برکاتیہ، خانوادۂ رضویہ کے اس غم میں صمیم قلب سے شریک ہے۔ حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ میرے والد ماجد کے بے حد چہیتے خلفا میں سے ایک تھے اور حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بھی والد ماجد کی بارگاہ میں جس نیازمندی سے پیش آتے تھے، وہ یقیناً اعلیٰ حضرت وحضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے انھیں ورثہ میں ملا تھا"۔

سید اویس مصطفیٰ قادری واسطی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ بڑی سرکار: بلگرام شریف)

حضرت سید اویس مصطفیٰ قادری واسطی نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی رحلت پر تعزیت میں یہ اشعار پڑھے۔

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں　　عالم بالا میں ہر سو مرحبا کی گونج تھی

روحِ عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر　　چل دیئے جب تم زمانے بھر کو سُونا چھوڑ کر

پھر فرمایا: "حضرت علامہ ازہری علیہ الرحمہ صاحب علم وبصیرت اور زہد وورع میں اپنی مثال آپ تھے۔ بلاشبہ آپ عالم ربانی تھے۔ مجھ فقیر کو حضرت سے اور حضرت تاج الشریعہ کو مجھ سے غایت درجہ عقیدت ومحبت تھی۔ جب آپ بلگرام تشریف لاتے یا فقیر بریلی حاضر ہوتا یا کسی پروگرام یا کسی مقام پر ملاقات ہوتی تو دینی وعلمی مسائل کے علاوہ خصوصی معاملات پر بھی گفتگو ہوتی تھی، ناگہاں یہ سارا رابطہ ٹوٹ گیا۔

آپ خانوادۂ سادات بلگرام کا حد درجہ احترام کرتے تھے اور ہم سب بھی حضرت کو اعلیٰ حضرت کی جگہ اور مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان قادری نوری قدس سرہ کی جگہ سمجھتے اور حد درجہ احترام کرتے تھے اور میرے گھر کا ہر فرد ان کو بہت چاہتا ہے۔ ہم بلگرامی سادات اکابر خانوادۂ رضویہ کو اپنے بزرگوں کی امانت وکرامت اور اپنے گھر کا بزرگ اور فرد مانتے اور سمجھتے ہیں۔ علامہ ازہری کو اللہ تعالیٰ نے جو مرتبہ عطا فرمایا تھا، وہ جگ ظاہر ہے، وہ ہر میدان کے میر کارواں تھے۔ آپ کی رحلت ایک حسین عہد کا خاتمہ ہے اور آپ کی تلافی بہت مشکل ہے، آپ اہل سنت کے اہم ستون تھے"۔

ممتاز الفقہا محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ قبلہ قادری

جانشین صدر الشریعہ وبانی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

حضرت محدث کبیر نے ملک وبیرون ملک مختلف مقامات پر تاثراتی خطابات کیے خصوصاً زمبابوے، شری لنکا، ممبئی، حیدرآباد اور گھوسی میں محدث کبیر کے بیانات ہوئے۔ حضرت نے فرمایا کہ تاج الشریعہ کے انتقال کی جیسے ہی خبر ملی ایسا محسوس ہوا کہ مجھے دینی کاموں میں جس شخصیت کی پشت پناہی حاصل تھی وہ ختم ہوگئی، لیکن پھر احساس ہوا کہ وہ بظاہر اگرچہ چلے گئے لیکن روحانی طور پر میری پشت پناہی فرماتے رہیں گے۔ زمبابوے میں تاج الشریعہ کے ایک مرید نے محدث کبیر سے طالب ہونے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا: حضرت تاج الشریعہ نے تو پہلے ہی

فرما دیا تھا کہ میرے سارے مرید محدث کبیر کے مرید ہیں اور محدث کبیر کے سارے مرید میرے مرید ہیں، میں خود اسی خانوادے سے بیعت ہوں اور میرے گھر کے سارے افراد اسی بارگاہ سے بیعت ہیں تو مجھ سے طالب ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

شیخ ابوبکر احمد (سربراہ اعلیٰ جامعہ مرکز الثقافۃ السنیہ: کالی کٹ، کیرالا)

"آپ اچھے اخلاق اور دعوت وتبلیغ کے سچے علم بردار تھے۔ آپ کی شخصیت عالم اسلام کے علمائے کرام، اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے اسکالر تھے، دنیا میں ان سے بڑا کوئی مذہبی رہنما نہیں ہوسکتا، وہ تقویٰ اور پرہیز گاری کے لیے پوری دنیا میں جانے جاتے تھے"۔

حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ مدظلہ العالی (سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور)

حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ مدظلہ العالی نے جامعہ اشرفیہ کی مسجد میں علامہ ازہری کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے روشن چراغ ہونے کے ساتھ ہی ان کی شخصیت انتہائی متاثر کن تھی، جو بھی ان پر نظر ڈالتا، وہ ان کا دیوانہ ہو جاتا تھا، یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں ان کے لاکھوں عقیدت مند پھیلے ہوئے ہیں۔ حضرت کی شخصیت ہمارے لیے مشعل راہ کا کام کرتی تھی، لیکن افسوس کہ آج وہ مشعل بجھ گئی جس سے یہاں تاریکی پھیل گئی"۔

اخیر میں یوں دعا کی: "یا اللہ ہمیں اور ہمارے طلبہ کو حضور تاج الشریعہ کے نقش قدم پر چلا۔ ان کے علم سے ہمیں روشنی عطا فرما، ان کی تہذیب وتمدن سے ہمیں روشنی عطا فرما"۔

حضرت مولانا محمد احمد مصباحی (ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور)

"حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علامہ اختر رضا خاں ازہری کی رحلت کا غم صرف ایک خاندان، ایک شہر یا ایک ملک کا غم نہیں، بلکہ ان کی جدائی پر پوری ملت سوگوار ہے"۔

مفتی محمد نظام الدین رضوی (جامعہ اشرفیہ: مبارکپور)

حضرت مفتی نظام الدین رضوی نے عزیز المساجد میں تعزیت پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"عالم اسلام کے لیے بڑے ہی قلق اور قلبی اضطراب کی بات ہے کہ ہم سے علامہ مفتی اختر رضا ازہری رخصت ہوگئے۔ ان کی علمی و روحانی شخصیت خانوادۂ امام احمد رضا کی انتہائی معروف ذات تھی۔ انھوں نے مفتی افضل حسین مونگیری اور مفتی اعظم ہند سے باقاعدہ افتا کی تربیت لی۔ ان کی عربی، اردو، انگریزی تصانیف، عربی وار دو تراجم، سیمیناروں کے مقالات اور فقہی وعلمی شہ پارے ان کی عظیم یادگار ہیں، جو رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے مشعل راہ بنی رہیں گی"۔

علامہ قمر الزماں خاں اعظمی (جنرل سکریٹری: ورلڈ اسلامک مشن، ہالینڈ)

"بلاشبہ جمعہ کی شام کو جب سورج ڈوبنے والا تھا تو ایک عظیم آفتاب جلوہ گر ہو رہا تھا، ایک عظیم صبح طلوع ہو رہی تھی اور وہ تاج الشریعہ کا وصال ہے۔ سرکار مفتی اعظم ہند کی حیات طیبہ میں ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ ان کے بعد کیا ہوگا؟ لیکن آپ نے دیکھا کہ ان کے بعد ان کے صحیح جانشین تاج الشریعہ جلوہ گر ہوئے اور انھوں نے وہ تمام امیدیں پوری کیں جو امت سے وابستہ تھیں۔ آج بھی یہ سوچا جا رہا ہے، مگر وہ یقین ہے کہ اعلیٰ حضرت کی کرامت، حضور مفتی اعظم ہند کی نظر، حجۃ الاسلام کا کرم بریلی شریف سے پھر کوئی تاج الشریعہ پیدا ہوگا اور ان شاء اللہ اپنی زندگی میں

دیکھیں گے۔آپ پریشان نہ ہوں، بریلی شریف کبھی خالی نہیں ہوگا۔ وہ مرکز ہے ہمارا، مرکز عقیدت بھی ہے، مرکز تعلیم بھی ہے"۔

حضرت مفتی عبدالحلیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ ناگپور

ہم نے انھیں بہت قریب سے دیکھا ہے۔آج دنیائے سنیت ان کا سوگ منا رہی ہے،کوئی جیتا ہے تو اپنے لیے اور اپنے خاندان کے لیے جیتا ہے، جب وہ مرتا ہے تو پورا خاندان اس کا سوگ مناتا ہے کوئی جیتا ہے تو اپنے شہر و ملک کے لیے اور جب وہ مرتا ہے تو سارا شہر و ملک سوگ وار ہوتا ہے۔ مگر حضور ازہری میاں کا جینا اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا اور سنیت کو فروغ دینے کے لیے تھا، آج ان کی رحلت پر پوری دنیا رو رہی ہے۔

حضرت مولانا صدرالوریٰ مصباحی (خادم الحدیث الشریف: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور)

"حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علوم اعلیٰ حضرت کے سچے وارث و امین، حجۃ الاسلام کے حسن و جمال کے مظہر اتم اور حضور مفتی اعظم ہند کے زہد و تقویٰ کے پیکر جمیل تھے۔ ہند و بیرون ہند میں سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے صحیح ترجمان اور عظیم علم بردار تھے۔ جو قبول عام اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا، اس کی مثال دیکھنے میں نہیں آتی"۔

ڈاکٹر مفتی امجد رضا امجدؔ (ادارہ شرعیہ: پٹنہ)

"ہمارے عہد کے مرد یگانہ، جانشین حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد اختر رضا قادری کو پروردگار عالم نے جن خوبیوں کا حامل بنایا ہے، اس کی نظیر کہیں اور نہیں نظر آتی۔ آپ علم و فن میں یگانہ، تصوف و معرفت میں یکتا، خلق و کرم میں ممتاز اور پیروی سنت میں امام اعظم ہیں"۔

(حضور تاج الشریعہ صلح کلیت کے خلاف حق کی آہنی دیوار ص ۳)

ڈاکٹر غلام زرقانی (مقیم حال، امریکہ)

آپ خوبرو جسامت، مناسب قد و قامت، عشق الٰہی اور حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرشار آنکھیں، تقدس مآب ہاتھ، استواں ناک، رشن و تابناک چہرہ کہ جس پر کسی نے چاندنی کا غازہ مل دیا ہو، کوثر و تسنیم کے آبشار میں نہائی ہوئی پیشانی کہ جس سے رحمت و نور کے سنہرے موتی ہمہ وقت ڈھلک رہے ہوں۔ چلتے تو سر جھکائے ہوئے آہستہ آہستہ اور بولتے تو ٹھہر ٹھہر کر، تاکہ مفہوم خوب اچھی طرح واضح ہو جائے۔ سکوت کا عالم ہو تو ایک راز سربستہ اور زبان کھلے تو ہاتف غیبی کی آواز، شریعت پر آنچ آجائے تو قہر و جلال کا دہکتا ہوا انگارہ اور خود اپنا وجود خطرے میں ہو تو عجز و انکساری کا پیکر جمیل،...... تملق و چاپلوسی نام کو نہ تھی۔ شریعت اسلامیہ کے آئینے میں جسے درست سمجھا، اس پر نہایت ہی سختی سے کار بند رہے اور جسے غلط سمجھا، اس پر ببانگ دہل گرفت کرتے ہوئے کبھی بھی اپنوں اور غیروں کے درمیان تمیز نہ کی"۔

انجینئر سید فضل اللہ چشتی (دہلی)

"تاج الشریعہ، ایک سچے عاشق رسول تھے۔ آپ کا نعتیہ دیوان سفینۂ بخشش آپ کی شاعرانہ عظمت پر منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ ایک عالم باعمل تھے۔ اپنے بزرگوں کی یادگار تھے۔ خانوادۂ رضویہ بریلی شریف کی آبرو اور جماعت اہل سنت کا وقار تھے"۔

مولانا فیض الحق و مولانا امجد علی (صدر مدرس فیض العلوم، محمد آباد گوہنہ، مئو)

"حضور تاج الشریعہ نے پوری عمر دین اسلام کی خدمت میں گزاری اور اب پوری دنیا میں ان کے جیسا کوئی عالم دین نظر نہیں آتا"۔

سید شریف محمد صاحب (صدر جامعہ سعدیہ عربیہ: کیرلا، انڈیا)

"یہ بات ظاہر ہے کہ آپ کا وصال، امت اسلامیہ کے لیے عموما اور علمی و دینی حلقے کے لیے خصوصاً ایک عظیم نقصان ہے۔ یہ دردناک حادثہ، امت اسلامیہ کو لاحق ہونے والے عظیم حوادث میں سے ایک ہے۔ آپ معاصر فقہا اور علما میں سب سے بڑے تھے جیسا کہ آپ علما و طلبہ اور خدام دین اسلامی کے ملجا تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی علوم اسلامیہ اور عربی زبان و ادب کی تدریس و تصنیف، اشعار مدحیہ کی تحریر، امت اسلامیہ کی خدمت اور مشکلات و معضلات کے حل میں گزاری، اسی لیے آپ کی وفات ایک ایسا نقصان ہے جو پورا نہیں ہو سکتا، ایک ایسا خلا ہے جو بھر نہیں سکتا"۔

مفتی شریف الرحمٰن رضوی (جنرل سیکریٹری: آل کرناٹکا سنی علما بورڈ، بنگلور)

"بروز جمعہ بعد نماز مغرب حضور تاج الشریعہ کے وصال کی خبر جب کرناٹک تک پہنچی تو ہر چہار سمت غم و آلام کے بادل چھا گئے۔ شدت کرب، قومی مستقبل کی فکر اور متعدد امور ہمارے ذہن و فکر میں گردش کرنے لگے۔ جب ہم لوگ اپنے آپ میں آئے تو بہت سے احباب جنازہ میں شرکت کے لیے مرکز اہل سنت بریلی شریف کے لیے روانہ ہو چکے تھے اور بہت سارے لوگ جانے کی تیاری کر رہے تھے''۔

اس کے بعد آل کرناٹکا سنی علما بورڈ نے اپنے تمام ارکان و ممبران، ریاست کرناٹک کے تمام علمائے اہل سنت و جماعت، ریاست بھر کی سنی مساجد و مدارس، سنی تنظیموں و تحریکوں اور ریاست کرناٹک کے تمام عوام اہل سنت و جماعت کی طرف سے خانوادۂ رضویہ خاص کر جانشین حضور تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خاں دام ظلہ کی خدمت میں تعزیت پیش کی"۔

سیاسی لیڈران کے تأثرات

راہل گاندھی (صدر کانگریس پارٹی)

جب راہل گاندھی نے سوشل میڈیا پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے جنازے میں شریک لوگوں کے بھیڑ کی تصویریں اور وی ڈی اوز دیکھی تو اس نے درگاہ اعلیٰ حضرت پر فون کر کے کہا: "ایسا مجمع کہیں نہیں دیکھا"۔

جماعت رضائے مصطفیٰ کے نائب صدر سلمان حسن خان قادری نے کہا کہ: راہل گاندھی کا فون آیا تھا، انھوں نے تاج الشریعہ کو خراج عقیدت پیش کی۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ جس طرح بریلی میں مریدوں کا مجمع جٹا ہے، وہ ہم نے کہیں نہیں دیکھا ہے۔ انھوں نے یہاں تک کہا کہ نماز جنازہ میں امڈی ہوئی بھیڑ کو گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں درج ہونا چاہئے"۔

شیو پال سنگھ یادو (یوپی)

شیو پال سنگھ یادو نے ٹویٹ کر کے کہا: "تاج الشریعہ مولانا اختر رضا خان ازہری صاحب نہیں رہے۔ اللہ انھیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے"۔

اکھلیش یادو (صدر سماج وادی پارٹی)

"میرا تعزیتی پیغام اختر رضا خان قادری کے نام جو ازہری میاں کے نام سے جانے جاتے تھے۔ اب نہ رہے"۔

R.N.I. No. DELURD/2015/65657 **Posted at RMS** **Postal Registration: DL (DG-11) 8085/2016-18**
Publishing Date: 20 Same Month
Paigam e shariat Monthly
Total 56 Pages with Title Cover, Weight 95 grams
Vo:- 04 **Issue: 35** **September: 2018** Posting Date:21&22

صدسالہ عرس رضوی کے موقع پر اہل سنت وعقیدت مندانِ اعلیٰ حضرت کے لیے عظیم خوش خبری
پچاس علوم وفنون پر امام احمد رضا قدس سرہ کی تصنیفی خدمات کا ترجمان

مصنف اعظم نمبر

ترتیب واشاعت کے مرحلے میں
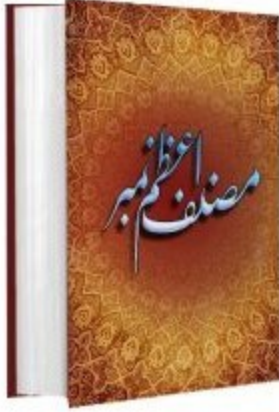
تاریخ اسلام کے چند ممتاز اور عظیم مصنفین میں امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا نام بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ لیکن امام احمد رضا قدس سرہ کے علمی کارناموں میں زیادہ تر فقہ وفتاویٰ، تفسیر وحدیث، ترجمہ قرآن، نعتیہ شاعری اور علوم ریاضی میں خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے، اور بہت سارے عقلی ونقلی علوم میں ان کی خدمات سے ابھی بھی ایک دنیا ناآشنا ہے۔ ہم نے عزم کیا ہے کہ صدسالہ عرس رضوی کے موقع پر ماہنامہ پیغام شریعت دہلی کے پلیٹ فارم سے پچاس علوم وفنون میں آپ کی خدمات پر ضخیم تعارفی شاہکار منظر عام پر لایا جائے گا، تاکہ کو واضح ہو کہ اعلیٰ حضرت نے دنیا کو کیا کچھ دیا ہے۔ یہ تعارفی شاہکار امام احمد رضا کی تصنیفات کی روشنی میں اور اب تک ان پر لکھے گئے مقالات کی مدد سے ترتیب دیا جارہا ہے۔ اہل علم وقلم سے علمی تعاون کی اپیل ہے۔

قارئین حضرات اس شاہکار کے لیے اپنے آرا، تاثرات، خطوط اور پیغامات ارسال کریں، قارئین کے خیالات وپیغامات کا منتخب حصہ شامل اشاعت کیا جائے گا جو تاریخ کا حصہ بن جائے گا۔ اس سلسلے میں درج ذیل پر رابطہ کریں:

مولانا فیضان المصطفیٰ قادری امریکہ (وہاٹس ایپ) +18326067598 مولانا طارق انور مصباحی کرالا 09916371192
مولانا احسان المصطفیٰ قادری گھوسی 08604443188 حافظ کمیل احمد امجدی 08090753792

Email: Paighameshariat@gmail.com

Owner, Publisher & Printer
Mohommad Qasim
Chief Editor
Faizanul Mustafa Qadri

Printed at **M/S Ala Printing Press**
3636 Katra Dina Baig, Lal Kuan, Delhi-110006
Published from H.No. 422, **2**nd Floor, Gali Sarotey Wali
Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-110006